الحکم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۷

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

شرح قیمت جو پیشگی لیجائیگی

(۱) عوام سے ۵ر خواص سے ۱۰ر

ہندوستان سے باہر ۶ر

غیر مذاہب و غیر مستطیع احباب سے ... ... ۱۲؍

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شائع ہوتا ہے

Digitized by Khilafat Library

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی! دوا بینی شفا بینی! غرض دار الاماں بینی

جلد ۱۷ | ۷ تا ۱۴ مارچ سنہ ۱۹۱۳ء مطابق ۲۸ ربیع الاول تا ۵ ربیع الثانی سنہ ۱۳۳۱ھ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام | نمبر ۹ و ۱۰

حضرت امیر المومنین کا اس سال کے [illegible]

اجتماع پر خطبۃ الوداع

سالانہ جلسہ کی تقریب پر حضرت امیر المومنین جمعہ کے خطبہ میں اپنے خدام کو ایک وداعی ہدایت نامہ دیا کرتے ہیں کیونکہ جمعہ کی نماز سے فارغ ہو کر اکثر احباب رخصت ہو جاتے ہیں۔ اس لئے میں نے اس خطبہ کو خطبۃ الوداع کہا ہے یوں تو حضرت امیر المومنین کا یہ عام دستور ہے کہ وہ ہر رکوع ہیں اور پھر ہر جمعہ میں موجودہ ضروریات اور اصلاح طلب امور پر ہدایتیں دیا کرتے ہیں۔ اور اس طرح ہر خطبہ کی حقیقت اور غرض پر صرف یہاں عمل ہوتا ہے لیکن سالانہ جلسہ کے موقعہ پر حضرت امیر المومنین کا یہ دستور ہے کہ ان ضرورتوں پر جو قوم کی اپنی ذاتی اصلاح اندرونی غلطیوں کو دور کرنے تبلیغ سلسلہ اور نظام سلسلہ کے قیام و بقا کے متعلق ہوں۔ چونکہ قریباً کل قوم یا اس کے قایم مقام موجود ہوتے ہیں اسلئے اپنے مقاصد اور منشاء کو خوب کھول کر بیان کر دیتے ہیں۔ امسال ۲۷ دسمبر ۱۹۱۲ء کو آپ نے مسجد النور میں جمعہ کے روز جو خطبہ پڑھا

اور گویا اپنی قوم کو جو ہدایت نامہ دیا۔ وہ نہایت غور و فکر اور [illegible] پر عمل کے قابل ہے۔ یہ خطبے معمولی خطبوں کی طرح نہیں ہوتے جو مسجدوں میں ملاں پڑھ دیتے ہیں بلکہ جیسے رئیا شاہی سپیچوں کی [illegible] ہوتی ہے اور تخت کی طرف سے جو تقریر پڑھی جاتی ہے۔ وہ سلطنت کیلئے اسکی آیندہ اغراض و مقاصد کی توضیح اور اہم امور پیش یا افتادہ کے متعلق فیصلہ کن امر ہوتا ہے۔ اس طرح ہر سالانہ اجتماع کے موقعہ پر حضرت امیر المومنین کی تقریریں اور جمعہ کا رخصتی خطبہ نہایت ہی قابل غور ہوتا ہے اور وہ خیر الکلام ما قل ودل کے ماتحت قیمتی سبق اور ہدایتیں اپنے اندر رکھا کرتا ہے اس سال جو خطبہ حضرت نے پڑھا افسوس ہے میں اس کو سننے کی سعادت حاصل نہ کر سکا تاہم اس کو قلمبند تقریر کی شکل میں میں نے پڑھا ہے میں اپنے ناظرین کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اسے خوب غور سے پڑھیں اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں اور اس کے لئے خدا سے توفیق چاہیں۔ خدا کرے کہ ہم سب اس پر عمل کی توفیق پا سکیں آمین۔ میں نے فہم مطالب کیلئے جدا جدا عنوان قایم کر دیئے ہیں۔ خاتم وتدبر غالباً یہ بے محل نہ ہوگا اگر میں یہاں یہ بتاؤں کہ حضرت امیر المومنین نے اس خطبہ میں کن عظیم الشان امور پر قوم کو توجہ دلائی ہے :-

اول :- الٰہی رخصتی دعا [illegible] قوم کو متقی بننے کی ہدایت کی۔

دوم حضرت صاحبزادہ صاحب کی واپسی کی تاریخ ہے جو مسرت آپ کو ہوئی اور اس تعلق محبت کا اظہار کرتی ہے جو آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاک [illegible] ہے ہے۔

سوم امیر المومنین نے ٹریکٹ [illegible] کی اشاعت کیطرف توجہ دلائی مگر ساتھ ہی یہ فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں کی خریداری

اور ان کا پڑھنا کم نہ ہو کیونکہ ان میں جو [illegible] اس بیان تک آپ نے ظاہر کیا کہ [illegible] ہے وہ [illegible] لکھی تاکہ ان کتابوں کی اشاعت [illegible] یہی وجہ ہے میں نے کوئی کتاب نہیں حضرت کی کتابوں کے انتخاب [illegible] پر اثر نہ پڑے۔ وہ لوگ

چہارم۔ تبلیغ کی ضرورت اور اس [illegible] گزرتے ہیں غور کریں۔ [illegible] جذب ہونے کی بجائے ان کو [illegible] صورت پر قول فیصل دیا۔ او

پنجم قرآن مجید کی تعلیم کی طرف توجہ [illegible] اپنے اندر جذب کرنے کا اصلاد [illegible]

ششم : حضرت مسیح موعود [illegible] دلائی۔ [illegible] تعلیم کیا۔ وہ معمولی آمد نہیں۔ [illegible] کی بعثت اور آمد کی [illegible]

ہفتم ۔ مسجد نور کی وسعت [illegible] کا اظہار کیا کہ القرآن کے قیام کی ہدایت [illegible] کی طرف توجہ [illegible]

ہشتم ۔ مدرسہ [illegible] کی۔ [illegible] اس میں علوم دینیہ [illegible] احمدیہ [illegible] قوم کو غیرت دلائی ہے۔ [illegible] حالت کا موازنہ کر کے [illegible] تعلیم الاسلام [illegible] کی طرف جماعت کی عدم توجہی پر اپنے آقا کی یادگار [illegible] یا۔ احمدیہ [illegible] اور مدرسہ احمدیہ کی ضرورتوں اور

نہم :- مخالفین [illegible] کی قوم کے لئے قابل شرم امر ہے کہ وہ اور ان میں سے [illegible] کا باعث تعلیم گاہ کیطرف توجہ نہ کرے! [illegible] بیسری کا اظہار [illegible] طالبعلموں کے لئے انتظام اور توجہ کی ضرورت [illegible] مدرسہ احمدیہ اور دوسرے طالبعلموں کی کس [illegible] ایسی [illegible]

[illegible] حضرت مسیح موعود کی کتابوں کی اشاعت۔

[illegible] امور عشرہ پر حضرت نے توجہ دلائی ہے! امید ہے خطبہ میں [illegible] ان پر نظر ہوگی۔ (ایڈیٹر)

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی پبلشر [illegible] چھپکر شایع ہوا۔

الحکم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شایع ہوتا ہے

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم باتو گر آئی بہ دارالامان قادیاں بینی! | دوا بینی شفا بینی! | غرض دارالاماں بینی

جلد ۱۷ | ۲۸ مارچ ۱۹۱۳ء مطابق ۲۰ ربیع الاول (ربیع الثانی) ۱۳۳۱ھ علی صاحبہا التحیۃ والسلام | نمبر ۱۰۹

حضرت امیر المومنین کا اس سال کے سالانہ

اجتماع پر خطبۃ الوداع

سالانہ جلسہ کی تقریب پر حضرت امیر المومنین جمعہ کے خطبہ میں اپنے خدام کو ایک وداعی ہدایت نامہ دیا کرتے ہیں کیونکہ جمعہ کی نماز سے فارغ ہو کر اکثر احباب رخصت ہو جاتے ہیں۔ اس لئے میں نے اس خطبہ کو خطبۃ الوداع کہا ہے یوں تو حضرت امیر المومنین کا یہ عام دستور ہے کہ وہ ہر درس میں اور پھر ہر جمعہ میں موجودہ ضروریات اور اصلاح طلب امور پر ہدایتیں دیا کرتے ہیں۔ اور اس طرح ہر خطبہ کی حقیقت اور غرض پر صرف یہاں عمل ہوتا ہے۔ لیکن سالانہ جلسہ کے موقعہ پر حضرت امیر المومنین کا یہ دستور ہے کہ ان ضروریوں پر جو قوم کو اپنی ذاتی اصلاح اندرونی غلطیوں کو دور کرنے۔ تبلیغ سلسلہ اور نظام سلسلہ کے قیام و بقا کے متعلق ہوں۔ چونکہ قریباً کل قوم یا اس کے قایم مقام موجود ہوتے ہیں اسلئے اپنے مقاصد اور منشاء کو خوب کھول کر بیان کر دیتے ہیں۔ امسال ۲۷ دسمبر ۱۹۱۲ء کو آپ نے مسجد النور میں جمعہ کے روز جو خطبہ پڑھا ہے اور گویا اپنی قوم کو جو ہدایت نامہ دیا۔ وہ نہایت غور و فکر اور پھر عمل کے قابل ہے۔ یہ خطبے معمولی خطبوں کی طرح نہیں ہوتے جو مسجدوں میں ملاں پڑھ دیتے ہیں بلکہ جیسے دنیا شاہی سپیچوں کی منتظر ہوتی ہے اور تخت کی طرف سے جو تقریر پڑھی جاتی ہے۔ وہ سلطنت کیلئے اسکی آئندہ اغراض و مقاصد کی توضیح اور اہم امور پیش یا افتادہ کے متعلق فیصلہ کن امر ہوتا ہے۔ اس طرح پر سالانہ اجتماع کے موقعہ پر حضرت امیر المومنین کی تقریریں اور جمعہ کا رخصتی خطبہ نہایت ہی قابل غور ہوتا ہے اور وہ خیر الکلام ما قل و دل کے ماتحت قیمتی سبق اور ہدایتیں اپنے اندر رکھا کرتا ہے اس سال جو خطبہ حضرت نے پڑھا افسوس ہے میں اس کو سننے کی سعادت حاصل نہ کر سکا تاہم اس کو قلمبند تقریر کی شکل میں دیتے پڑھا ہے میں اپنے ناظرین کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اسے خوب غور سے پڑھیں اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں اور اس کے لئے خدا سے توفیق چاہیں۔ خدا کرے کہ ہم سب اس پر عمل کی توفیق پائیں آمین۔ میں نے فہم مطالب کیلئے جدا جدا عنوان قایم کر دیئے ہیں۔ فافہم و تدبر غالباً یہ بے محل نہ ہوگا اگر میں یہاں یہ بتاؤں کہ حضرت امیر المومنین نے اس خطبہ میں کن عظیم الشان امور پر قوم کو توجہ دلائی ہے:۔

اول:۔ الٰہی رخصتی دعائیں قوم کو متقی بننے کی ہدایت کی۔

دوم حضرت صاحبزادہ صاحب کی واپسی کی تار خبر سے جو مسرت آپ کو ہوئی وہ اس تعلق محبت کا اظہار کرتی ہے جو آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاک اولاد سے ہے۔

سوم امیر المومنین نے ٹریکٹوں کی اشاعت کیطرف توجہ دلائی مگر ساتھ ہی یہ فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں کی خریداری اور ان کا مطالعہ نہ ہو کیونکہ ان میں جو خزانہ ہے وہ دوسروں میں نہیں اس میں یہاں تک آپ نے ظاہر کیا کہ اسی وجہ سے میں نے کوئی کتاب نہیں لکھی تا کہ ان کتابوں کی اشاعت پر اثر نہ پڑے۔ وہ لوگ جو حضرت کی کتابوں کے انتخاب شایع کر رہے ہیں غور کریں۔

چہارم۔ تبلیغ کی ضرورت اور اس کی صورت پر قول فیصل دیا۔ اور دوسروں میں جذب ہونے کی بجائے ان کو اپنے اندر جذب کرنے کا اصل تعلیم کیا۔

پنجم قرآن مجید کی تعلیم کی طرف توجہ دلائی۔

ششم: حضرت مسیح موعود کی بعثت اور آپ کی شان کا اظہار کیا کہ وہ معمولی آمد نہیں۔

ہفتم۔ مسجد نور کی وسعت کی طرف توجہ کرو۔ اس میں مدرستہ القرآن کے قیام کی ہدایت کی۔

ہشتم:۔ مدرسہ احمدیہ کی طرف جماعت کی عدم توجہی پر قوم کو غیرت دلائی ہے۔ مدرسہ تعلیم الاسلام اور مدرسہ احمدیہ کی ضرورتوں اور حالت کا موازنہ کر کے بتایا۔ احمدی قوم کے لئے قابل شرم امر ہے کہ وہ اپنے آقا کی یادگار اور قیام اسلام کا باعث تعلیم گاہ کیطرف توجہ نہ کرے!

نہم:۔ مختلف قسم کے طالبعلموں کے لئے انتظام اور توجہ کی ضرورت اور ان میں سے صرف مدرسہ احمدیہ اور دوسرے طالبعلموں کی کس مپرسی کا اظہار۔

دہم حضرت مسیح موعود کی کتابوں کی اشاعت۔

ان امور عشرہ پر حضرت نے توجہ دلائی ہے امید ہے خطبہ میں خصوصیت سے ان پر نظر ہوگی۔ (ایڈیٹر)

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی پبلشر و ایڈیٹر و پرنٹر چھپکر شایع ہوا۔

نہیں - کوئی ارگنائزیشن نہیں - کاموں میں اتحاد اور باہمی تعلق نہیں - دینے والے ہاتھ ہیں اور وصول کرنے والی جیبیں - یا پھر وہ بنکیں - جہاں اپنے نام سے جمع کرا دیں جس شخص کا جی چاہتا ہے فرضی انجمنیں قایم کر لیتا ہے - چندوں کے لئے فہرستیں کھول دیتا ہے نہ کوئی حساب وکتاب ہے اور نہ کوئی نگرانی واحتساب - لیکن تاہم یہاں تک بھی مضایقہ نہ تھا اگر اس درجے سے بلند ہو کر نظروں کو دیکھنے کیلئے قابل اطمینان حالت نظر آتی - مگر اصلی رونا تو اس کا ہے کہ یہ بھی نہیں - **حالات عموماً چند در چند خدشات وخطرات سے محصور ہیں اور بہت سی حالتوں میں صریح اور بیّن طور پر ناقابل اطمینان - پھر زیادہ افسوس یہ ہے کہ انکی تشریح کر نہیں سکتا کہ وہی مصلحت کار خاموش رہنے پر مجبور کرتی** ہے - خیر اس سے آگے بڑہیئے - اور فرض کیجئے کہ یہاں سے روپیہ بحفاظت تمام قسطنطنیہ کی مرکزی "ہلال احمر" میں پہنچ گیا - اور وہاں سے باقاعدہ رسید بھی آپ کے پاس آگئی - یہ سعی وکوشش کی آخری حد ہے - لیکن طول طویل مراسلات - کافی جستجو وتحقیق، معتبر وموثق ذرایع سے استفسارات - پوری ذمہ واری اور اپنی رائے کی عزت کو ملحوظ رکھنے کے بعد یہ کہتے ہیں کہ اس آخری **سرحد کے بعد بھی ہم کو اطمینان نہیں!!!**

یہ نہایت دل شکن اور افسوسناک خیالات ہیں جو ہم ظاہر کر رہے ہیں - مگر ناظرین کو اس امر کا اندازہ ہو چکا ہے کہ ہم اس قسم کے امور میں اپنی رایوں کی قیمت کچھہ نہ کچھہ ضرور قایم رکھنا چاہتے ہیں - پس وہ سمجھ سکتے ہیں - کہ کوئی ایسا ہی **یقین اور کوئی ایسی ہی سخت مجبوری ہوگی - جس نے ان خیالات کے اعلان پر مجبور کیا** - واللہ علی ما اقول شہید +

صوبجات متحدہ کے لاٹ صاحب کا مشورہ مسلمانوں کو

گورکھپور کے ایک دربار میں صوبجات متحدہ کے لاٹ صاحب بہادر نے ایک تقریر کرکے مسلمانوں کو بائیکاٹ وغیرہ تحریکوں پر ایک مفید مشورہ دیا ہے - اگرچہ ہمارے ان اجتہادات نے جو اپنی جوشیلی تحریروں کو گرمی بازار اور رونق کا موجب سمجھتے ہیں اس پر رائے زنیاں کی ہیں - مگر میں مسلمانوں کو لاٹ صاحب کے معقول مشورہ پر کاربند ہونے کی صلاح دیتا ہوں - ہمارے وہ پر جوش غلط معاصرین اسکو خوشامد اور بزدلی سے تعبیر کریں گے - مگر میں اس کو حق سمجھتا ہوں چنانچہ الحکم کی کسی پچھلی اشاعت میں جبکہ ابھی لاٹ صاحب کی کوئی رائے ظاہر ہی نہیں ہوئی تھی بائیکاٹ پر ایک نوٹ نکل چکا ہے اور ہم نے صاف لکھا ہے کہ اس قسم کی پولیسی کو مسلمانوں کیلئے غیر مفید بتایا

دوسرے مسلمانوں سے قطع نظر میں احمدی قوم کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے اس جذبہ کو جو حضرت مسیح موعود نے ان میں پیدا کیا ہے قایم رکھیں گے - (ایڈیٹر)

۲۴ - فروری کو گورکھپور میں سر جیمس میسٹن لفٹنٹ گورنر صوبجات متحدہ نے ایک ڈویژنل دربار منعقد فرمایا جس میں علاوہ سول اور فوجی عہدہ داروں کے خطاب اور اعزاز یافتہ حضرات کی معقول تعداد تھی - ذیل میں ہم آپ کی تقریر کا وہ حصہ ہدیہ ناظرین کرتے ہیں جو جنگ بلقان کے متعلق ہے -

مسلمان حضرات سے دوستانہ مشورہ کے طور پر میں ایک دو باتیں کہنا چاہتا ہوں - مسلمان جب ان مصایب کا خیال کرتے ہیں جو اس وقت ترکوں کی بہادر افواج پر نازل ہو رہی ہیں - اور جن میں ان کی بیوائیں اور یتامیٰ مبتلا ہیں تو وہ غمزدہ ہو جاتے ہیں - میں یقین کرتا ہوں - کہ آپ لوگوں نے ترکی مجروحوں اور بیماروں کی مصیبت رفع کرنے کیلئے چندہ نقد دیکر عملی طور پر ہمدردی کا ثبوت دیا ہے - گورنمنٹ برطانیہ نے ہندوستان کی اس دلی آرزو کو کچھہ کم وقعت نہیں دی - کہ جنگ کا خاتمہ ایسے طریق پر ہو جس سے ٹرکی کی عزت میں فرق نہ آئے - چنانچہ گورنمنٹ برطانیہ نے تکمیل صلح کے لئے اپنا اثر استعمال کرنے سے دریغ نہیں کیا - لیکن میں اور آپ ہندوستان جیسے دور افتادہ مقام میں رہ کر بین الاقوامی حکمت عملی کے دقیق اور پیچیدہ مسایل کے سمجھنے کا دعویٰ نہیں کر سکتے - اور یہ فرض کر لینا نہایت بے انصافی ہے کہ چونکہ ریاستہائے بلقان کو صلح پر مجبور نہیں کیا گیا اس لئے اس کے یہ معنے ہیں - کہ یورپین اقوام ٹرکی کی عداوت پر کمربستہ ہیں - انہی وجوہ کی بنا پر میں سخت افسوس کرتا ہوں کہ بعض مسلمان مقرر اور اسلامی اخبارات اس موضوع کے متعلق بے سوچے سمجھے بولتے اور لکھتے ہیں - ان کی تقریر اور تحریر سے یہ پایا جاتا ہے کہ تمام یورپ نے ٹرکی کے خلاف سازش کر رکھی ہے جو بالکل غلط ہے - لیکن اس میں شک نہیں کہ ان کے جوش اور تکلیف کی حالت میں ایسی باتیں ایک بڑی حد تک قابل درگذر ہیں +

گذشتہ چند ہفتوں سے ایک نئی آواز بلند کی گئی ہے اور بد قسمتی سے ہم "بائیکاٹ" کا لفظ مسلمانوں کے منہ سے نکلتا سنتے ہیں بعض جوشیلے اشخاص کی تجویز ہے کہ کسی مسلمان کو ان ملکوں کی کوئی چیز نہیں خریدنی چاہیئے - جنکی نسبت مسلمانوں کو یقین ہے کہ وہ ٹرکی سے دوستانہ سلوک نہیں کرتے - یہ تجویز بظاہر بے ضرر معلوم ہوتی ہے لیکن یقین جانیئے کہ یہ سراسر فساد انگیز ہے - اور جہاں تک مجھے معلوم ہے جب کسی ملک میں بائیکاٹ کا وعظ اور تلقین کی گئی اس سے قومی منافرت - بد نظمی اور خلاف ورزی قانون کے نتایج پیدا ہوئے میں نہیں چاہتا کہ صوبہ متحدہ میں اس قسم کا فساد پیدا ہو - اس لئے میں بائیکاٹ کی تحریک کا پورا انسداد کروں گا اور مجھے یقین ہے کہ ہر سمجھدار مسلمان ایسا ہی کریگا - میں اپنے مسلمان دوستوں سے جو زیادہ ممتاز حیثیت رکھتے ہیں اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس حماقت کی حوصلہ افزائی نہ کریں یہ کسی صورت میں کارگر ثابت نہیں ہو سکتی - اور اس لئے ان ممالک کو کچھہ بھی نقصان نہیں پہونچایا جا سکتا - جن کے خلاف بائیکاٹ کا حربہ استعمال کیا جاتا ہے - اس کا یہ نتیجہ ہوگا کہ جو لوگ اس قسم کی کوشش کرتے ہیں ان کا تمسخر اڑایا جائیگا - مبتعین اسلام نے باوجود اپنی پریشانیوں

اپنا قومی وقار قایم رکھا ہے - اور یقیناً وہ چند جوشیلے اور بے تجربہ افراد کے کہنے پر اپنا یہ وقار نہیں کھوئیں گے

متفرقات

کافوری جنتری سنہ ۱۹۱۳ء

ڈاکٹر ایس کے برمن جن کا اشتہار الحکم میں بھی شایع ہوتا ہے کلکتہ کے نامور اور مشہور کارخانہ ادویات کے مالک اور موجد ہیں - جہانتک میرا علم ہے میں کہہ سکتا ہوں - کہ ڈاکٹر برمن کا کارخانہ نہایت خوش معاملہ کارخانہ ہے - انہوں نے سنہ ۱۹۱۳ء کی ایک نہایت خوبصورت **کافوری جنتری** شایع کی ہے - جنتری کے علاوہ اس میں ملک معظم اور قیصرہ ہند مکہ معظمہ - اور مدینہ منورہ اور شاہجہانی جامع مسجد دہلی کی شاندار تصاویر بھی دی ہیں - جنتری بہت عمدہ کاغذ پر خوشخط اور خوب صورت چھپی ہے جو صاحب چاہیں مفت منگوالیں پتہ یہ ہے ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ - تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ -

صحیح بخاری کا درس

خدا تعالےٰ کے مامور ومرسل اور ان کے جانشین اس بات کے لئے حریص ہوتے ہیں کہ لوگ ہدایت پا جائیں اور خدا تعالےٰ کا پیام ان تک پہونچ جاوے - ہمارے امام امیر المومنین نور الدین ایدہ اللہ بنصرہٖ بھی اس پاک حرص سے خالی نہیں - قرآن مجید کا درس آپ کا سالہا سال سے جاری ہے - اور آجکل آپ پانچ مرتبہ یہاں درس دیتے ہیں - اب کچھہ دنوں سے کسی تحریک پر آپ نے بخاری کا ایک عام درس شروع فرمایا ہے بخاری یوں تو متعدد مرتبہ آپنے پڑہائی ہے مگر اسطرح پر اس کا عام درس میں نے نہیں دیکھا تھا - لیکن آجکل قرآن مجید کے درس سے پہلے آپ بخاری کا ایک جامع درس دیتے ہیں - خاکسار ایڈیٹر الحکم نے اس درس کو مرتب کرنا شروع کر دیا ہے اور ہر روز کا ہر روز حضرت کو دکھا کر اس کی تصحیح کرائی جاتی ہے میں وثوق سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ جس طرز پر یہ بخاری کی شرح مرتب ہو رہی ہے - اس سے پہلے **اردو زبان** میں تو یقیناً عربی میں بھی غالباً نہ ہوگی -

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ نے مجھے ایما کیا ہے کہ اس کو **چھپ جانا چاہیئے** - ان کے منہ سے یہ الفاظ نکلے ہیں - انشاء اللہ تعالےٰ پورے ہو جائیں گے - میں صاف الفاظ میں یہ ظاہر کئے دیتا ہوں کہ میرے ہاتھ میں قلم ہے اور اگر زر ہوتا تو میں اس کو سنہری حباب کر شایع کرتا تو بھی اسکی اصلی قدر نہ سمجھتا - اس لئے میں اعلان کرتا ہوں کہ **جو صاحب** چاہتے ہوں کہ ان کے پاس **حضرت خلیفۃ المسیح** کی شرح بخاری ہو وہ اس مقصد کے لئے جو مدد کرنے کو طیار ہوں اطلاع دیں یہ کہا جائیگا - کہ ترجمۃ القرآن

نہیں۔ کوئی ارگنائزیشن نہیں۔ کاموں میں اتحاد اور باہمی تعلق نہیں۔ دینے والے ہاتھ ہیں اور وصول کرنے والی جیبیں۔ یا پھر وہ بنکیں۔ جہاں اپنے نام سے جمع کرا دیں جس شخص کا جی چاہتا ہے فرضی انجمنیں قایم کر لیتا ہے۔ چندوں کے لئے فہرستیں کھول دیتا ہے نہ کوئی حساب وکتاب ہے اور نہ کوئی نگرانی و احتساب۔ لیکن تاہم یہاں تک بھی مضایقہ نہ تھا اگر اس درجے سے بلند ہو کر نظروں کو دیکھنے کیلئے قابل اطمینان حالت نظر آتی۔ مگر اصلی رونا تو اس کا ہے کہ یہ بھی نہیں۔ **حالات عموماً چند در چند خدشات وخطرات سے مخصوص ہیں اور بہت سی حالتوں میں صریح اور بیّن طور پر ناقابل اطمینان۔ پھر زیادہ افسوس یہ ہے کہ انکی تشریح کر نہیں سکتا کہ وہی مصلحت کار خاموش رہنے پر مجبور کرتی** ہے۔ پھر اس سے آگے بڑھیے۔ اور فرض کیجئے کہ یہاں سے روپیہ بحفاظت تمام قسطنطنیہ کی مرکزی "ہلال احمر" میں پہنچ گیا۔ اور وہاں سے باقاعدہ رسید بھی آپ کے پاس آ گئی۔ یہ سعی وکوشش کی آخری حد ہے۔ لیکن طول طویل مراسلات۔ کافی جستجو وتحقیق، معتبر وموثق ذرایع سے استفسارات۔ پوری ذمہ داری اور اپنی رائے کی عزت کو ملحوظ رکھنے کے بعد یہ کہتے ہیں کہ اس آخری

سرحد کے بعد بھی ہم کو اطمینان نہیں!!!

یہ نہایت دلشکن اور افسوسناک خیالات ہیں جو ہم ظاہر کر رہے ہیں۔ مگر ناظرین کو اس امر کا اندازہ ہو چکا ہے کہ ہم اس قسم کے امور میں اپنی رایوں کی قیمت کچھ نہ کچھ ضرور قایم رکھنا چاہتے ہیں۔ پس وہ سمجھ سکتے ہیں۔ کہ کوئی ایسا ہی **یقین اور کوئی ایسی ہی سخت مجبوری ہوگی جس نے ان خیالات کے اعلان پر مجبور کیا**۔ واللہ علی ما اقول شہید۔

صوبجات متحدہ کے لاٹ صاحب کا مشورہ مسلمانوں کو

گورکھپور کے ایک دربار میں صوبجات متحدہ کے لاٹ صاحب بہادر نے ایک تقریر کر کے مسلمانوں کو بائیکاٹ وغیرہ تحریکوں پر ایک مفید مشورہ دیا ہے۔ اگرچہ ہمارے ان اجتہادات نے جو اپنی جوشیلی تحریروں کو گرمی بازار اور رونق کا موجب سمجھتے ہیں اس پر رائے زنیاں کی ہیں۔ مگر میں مسلمانوں کو لاٹ صاحب کے مفید مشورہ پر کاربند ہونے کی صلاح دیتا ہوں۔ اتنا ہوسے وہ بوجود غلط معاصرین اس کو خوشامد اور بزدلی سے تعبیر کریں گے۔ مگر میں اس کو حق سمجھتا ہوں چنانچہ الحکم کی کسی پچھلی اشاعت میں جبکہ ابھی لاٹ صاحب کی کوئی رائے ظاہر نہیں ہوئی تھی بائیکاٹ پر ایک نوٹ نکل چکا ہے اور ہمیشہ سے اس قسم کی پالیسی کو مسلمانوں کیلئے غیر مفید بتایا

دوسرے مسلمانوں سے قطع نظر میں احمدی قوم کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے اس جذبہ کو جو حضرت مسیح موعود نے ان میں پیدا کیا ہے قایم رکھیں گے۔ (ایڈیٹر)

۲۴ - فروری کو گورکھپور میں سر جیمس میسٹن لفٹنٹ گورنر صوبجات متحدہ نے ایک ڈویژنل دربار منعقد فرمایا جس میں علاوہ سول اور فوجی عہدہ داروں کے خطاب اور اعزاز یافتہ حضرات کی معقول تعداد تھی۔ ذیل میں ہم آپ کی تقریر کا وہ حصہ ہدیہ ناظرین کرتے ہیں جو جنگ بلقان کے متعلق ہے۔

مسلمان حضرات سے دوستانہ مشورہ کے طور پر میں ایک دو باتیں کہنا چاہتا ہوں۔ مسلمان جب ان مصایب کا خیال کرتے ہیں جو اس وقت ترکوں کی بہادر افواج پر نازل ہو رہی ہیں۔ اور جن میں ان کی بیوائیں اور یتامیٰ مبتلا ہیں تو وہ غمزدہ ہو جاتے ہیں۔ میں یقین کرتا ہوں۔ کہ آپ لوگوں نے ترکی مجروحوں اور بیماروں کی مصیبت رفع کرنے کیلئے چندہ نقد دیکر عملی طور پر ہمدردی کا ثبوت دیا ہے۔ گورنمنٹ برطانیہ نے ہندوستان کی اس دلی آرزو کو کچھ کم وقعت نہیں دی کہ جنگ کا خاتمہ ایسے طریق پر ہو جس سے ٹرکی کی عزت میں فرق نہ آئے۔ چنانچہ گورنمنٹ برطانیہ نے تکمیل صلح کے لئے اپنا اثر استعمال کرنے سے دریغ نہیں کیا۔ لیکن میں اور آپ ہندوستان جیسے دور افتادہ مقام میں رہ کر بین الاقوامی حکمت عملی کے دقیق اور پیچیدہ مسایل کے سمجھنے کا دعویٰ نہیں کر سکتے۔ اور یہ فرض کر لینا نہایت بے انصافی ہے کہ چونکہ ریاستہائے بلقان کو صلح پر مجبور نہیں کیا گیا اس لئے اس کے یہ معنے ہیں۔ کہ یورپین اقوام ٹرکی کی عداوت پر کمربستہ ہیں۔ انہی وجوہ کی بنا پر میں سخت افسوس کرتا ہوں کہ بعض مسلمان مقرر اور اسلامی اخبارات اس موضوع کے متعلق بے سوچے سمجھے بولتے اور لکھتے ہیں۔ ان کی تقریر اور تحریر سے یہ پایا جاتا ہے کہ تمام یورپ نے ٹرکی کے خلاف سازش کر رکھی ہے جو بالکل غلط ہے۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ ان کے جوش اور تکلیف کی حالت میں ایسی باتیں ایک بڑی حد تک قابل درگذر ہیں۔ گذشتہ چند ہفتوں سے ایک نئی آواز بلند کی گئی ہے اور بدقسمتی سے ہم "بائیکاٹ" کا لفظ مسلمانوں کے منہ سے نکلتا سنتے ہیں بعض جوشیلے اشخاص کی تجویز ہے کہ کسی مسلمان کو ان ملکوں کی کوئی چیز نہیں خریدنی چاہیئے۔ جنکی نسبت مسلمانوں کو یقین ہے کہ وہ ٹرکی سے دوستانہ سلوک نہیں کرتے۔ یہ تجویز بظاہر بے ضرر معلوم ہوتی ہے لیکن یقین جانیئے کہ یہ سراسر فساد انگیز ہے۔ اور جہاں تک مجھے معلوم ہے جب کسی ملک میں بائیکاٹ کا وعظ اور تلقین کی گئی اس سے قومی منافرت۔ بدنظمی اور خلاف ورزی قانون کے نتایج پیدا ہوئے۔ میں نہیں چاہتا کہ صوبہ متحدہ میں اس قسم کا فساد پیدا ہو۔ اس لئے میں بائیکاٹ کی تحریک کا پورا انسداد کروں گا اور مجھے یقین ہے کہ ہر سنجیدہ مسلمان ایسا ہی کریگا۔ میں اپنے مسلمان دوستوں سے جو زیادہ ممتاز حیثیت رکھتے ہیں اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس حماقت کی حوصلہ افزائی نہ کریں۔ یہ کسی صورت میں کارگر ثابت نہیں ہو سکتی۔ اور اس لئے ان ممالک کو کچھ بھی نقصان نہیں پہنچایا جا سکتا۔ جن کے خلاف بائیکاٹ کا حربہ استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کا یہ نتیجہ ہوگا کہ جو لوگ اس قسم کی کوشش کرتے ہیں ان کا تمسخر اڑایا جایگا۔ مبتغین اسلام سے باوجود اپنی پریشانیوں

اپنا قومی وقار قایم رکھا ہے۔ اور یقیناً وہ چند جوشیلے اور بیخبر افراد کے کہنے پر اپنا یہ وقار نہیں کھوئیں گے

متفرقات

کافوری جنتری ۱۹۱۳ء ڈاکٹر ایس کے برمن جن کا اشتہار الحکم میں بھی شایع ہوتا ہے کلکتہ کے نامور اور مشہور کارخانہ ادویات کے مالک اور موجد ہیں۔ جہانتک میرا علم ہے میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ ڈاکٹر برمن کا کارخانہ نہایت خوش معاملہ کارخانہ ہے۔ انہوں نے ۱۹۱۳ء کی ایک نہایت خوبصورت **کافوری جنتری** شایع کی ہے۔ جنتری کے علاوہ اس میں ملک معظم اور قیصرہ ہند مکہ معظمہ۔ اور مدینہ منورہ اور شاہجہانی جامع مسجد دہلی کی شاندار تصاویر بھی دی ہیں۔ جنتری بہت عمدہ کاغذ پر خوشخط اور خوب صورت چھپی ہے جو صاحب چاہیں مفت منگوالیں پتہ یہ ہے ڈاکٹر ایس کے برمن نمبرہ۔ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ۔

صحیح بخاری کا درس خدا تعالےٰ کے مامور ومرسل اور ان کے جانشین اس بات کے لئے حریص ہوتے ہیں کہ لوگ ہدایت پا جائیں اور خدا تعالےٰ کا پیام ان تک پہونچ جاوے ہمارے امام امیر المومنین نور الدین ایدہ اللہ بنصرہ بھی اس پاک حرص سے خالی نہیں۔ قرآن مجید کا درس آپ کا سالہا سال سے جاری ہے۔ اور آجکل آپ پانچ مرتبہ یہاں درس دیتے ہیں۔ اب کچھ دنوں سے کسی تحریک پر آپ نے بخاری کا ایک عام درس شروع فرمایا ہے بخاری یوں تو متعدد مرتبہ آپنے پڑھائی ہے مگر اسطرح پر اس کا عام درس میں نے نہیں دیکھا تھا۔ لیکن آجکل قرآن مجید کے درس سے پہلے آپ بخاری کا ایک جامع درس دیتے ہیں۔ خاکسار ایڈیٹر الحکم نے اس درس کو مرتب کرنا شروع کر دیا ہے اور ہر روز کا ہر روز حضرت کو دکھا کر اس کی تصحیح کرائی جاتی ہے میں وثوق سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ جس طرز پر یہ بخاری کی شرح مرتب ہو رہی ہے۔ اس سے پہلے اردو زبان میں تو یقیناً عربی میں بھی غالباً نہ ہوگی۔

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ نے مجھے ایما کیا ہے کہ اس کو **چھپ جانا چاہیئے**۔ ان کے منہ سے یہ الفاظ نکلے ہیں۔ انشاء اللہ تعالےٰ پورے ہو جائیں گے۔ میں صاف الفاظ میں یہ ظاہر کئے دیتا ہوں کہ میرے ہاتھ میں قلم ہے اور اگر زر ہوتا تو میں اس کو سنہری چھاپ کر شایع کرتا تو بھی اسکی اصلی قدر نہ سمجھتا۔ اس لئے میں اعلان کرتا ہوں کہ **جو صاحب** چاہتے ہوں کہ ان کے پاس **حضرت خلیفۃ المسیح** کی شرح بخاری ہو وہ اس مقصد کے لئے جو رو کرنے کو طیار ہوں اطلاع دیں یہ کہا جائیگا کہ ترجمۃ القرآن

کی طرح یہ بھی شایع ہوگی۔ میں اس کا یہی جواب دونگا کہ ترجمۃ القرآن اب تک بھی جسقدر شایع ہوا ہے وہ ایک خاص جماعت کی ہمت اشاعت قرآن کے شوق کا نتیجہ ہے۔ ورنہ کسی نے اس مبارک کام کے لئے دل کھولکر میرا ہاتھ نہیں بٹایا۔ تاہم وہ ایک رفتار سے چل رہا ہے۔ اگر بخاری کی شرح کے لئے بھی وہی رنگ اختیار کیا جائیگا تو کچھ شک نہیں کہ اسی طرح نکلے گی۔ لیکن اگر پانچ سو آدمی اس کے معاون ہو جائیں تو یہ برابر شایع ہو سکتی ہے و باللہ التوفیق اس لحاظ سے کہ اسکی شرح کا نمونہ معلوم ہو سکے۔ الحکم کی اگلی اشاعت میں نمونہ شایع کر دیا جائیگا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

نیم کا صابن

ڈاکٹر الہٰتری پرشاد صاحب کے کارخانہ کا نیم کا صابن میرے پاس ایک بکس بھیجا گیا ہے۔ نیم کا درخت بہت ہی مفید درخت ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے کارخانہ ادویات نیم کے اجزا میں بڑی اولوالعزمی سے کام کیا ہے۔ یہ صابن خوبصورت بکس میں بہت صفائی کے ساتھ رکھا گیا ہے اور یہ مسلم بات ہے کہ نیم خون کی خرابیوں اور پھوڑے پھنسیوں کے لئے اصلاح کی خاصیت رکھتا ہے۔ اس لحاظ سے یہ صابن مفید ہے۔ جو صاحب چاہیں کارخانہ ادویات نیم لاہور ڈاکٹر الہٰتری پرشاد سے منگوا لیں +

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی صحت خدا کے فضل سے عمدہ ہے۔ آپ اصلاح و تلقین قوم کے کام میں مصروف ہیں۔ قرآن مجید کے پانچوں درسوں کے علاوہ آج کل آپ نے بخاری کا عام درس شروع کیا ہے۔ اللہ تعالےٰ اس میں برکت دے۔ اور آپ کی عمر دراز کرے آمین +

۲۔ ۲۸ فروری ۱۹۱۳ء کو بعد نماز مغرب حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد کے گھر میں اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے بیٹا پیدا ہوا۔ ایڈیٹر الحکم اس روز قادیان سے غیر حاضر تھا۔

ایڈیٹر الحکم کے بچے محمود احمد سلمہ اللہ الاحد نے تقریب پر الحکم کا خاص پرچہ شایع کیا۔

۳۔ بڑی خوشی کی بات ہے کہ تعلیم الاسلام سکول کی ٹیم نے لاہور جا کر سرکل ٹورنے منٹ میں فٹ بال کی ڈھال جیت لی۔ اور خالصہ کالجیٹ سکول کو جو گذشتہ کئی سال سے کامیاب رہا تھا۔ اس مقابلہ میں شکست دی۔ انسپکٹر صاحب حلقہ نے بڑی مسرت کا اظہار کیا۔ میں نے گورداسپور کے مقابلہ پر کامیابی کا اظہار کرتے ہوئے ایک فروگذاشت کی تھی جسکی اب تلافی کرتا ہوں اس ٹیم کے کپتان میرے محترم مخدوم حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب ہیں اللہ تعالےٰ کے فضل و برکات جن وجودوں کے ساتھ ہوں وہ جہاں جائیں کامیابی ان کے ساتھ ہے۔ گو اس کی شائیں الگ ہوں۔ میں صدق دل سے اپنے مخدوم کو ان کامیابیوں پر مبارکباد دیتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں کہ ان کا وجود ان اعلیٰ کامیابیوں کے اظہار کا ذریعہ ہو جو اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول پر پہلے سے ظاہر کی تھیں۔

۴۔ حضرت ام المومنین علیہا السلام اور حضرت اولوالعزم مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب تشریف لے آئے۔ صاحبزادہ صاحب نے لاہور میں تین لیکچر دیئے۔ ممکن ہوا تو وہ تقریر حاصل کرنے کی کوشش کیجائیگی۔

۵۔ مطبع کی بعض دقتوں کی وجہ سے اخبار اور احمدی خاتون ابھی وقت پر شایع نہیں ہو سکتے۔ میں انتظام میں مصروف ہوں احمدی خاتون کا نمبر ۴ شایع ہو گیا ہے۔ اور انشاء اللہ تعالےٰ نمبر ۵ و ۶۔ اسی مہینے کے آخر تک شایع ہو سکیگا"

مُبارک

آج جمعہ کا روز ہے اور سبت کی رات یہ دونوں ہمارے لئے بڑی ہی مبارک اور خوشی کو لے کر آئے ہیں۔ سبت ایک دن ہے جسکی عزت قرآن کریم میں ظاہر ہے۔ مگر وہ تو غیر قوم کے لئے۔ جمعہ جو ہمارے لئے بڑا ہی مبارک دن ہے۔ اس مبارک دن میں اللہ تعالیٰ نے احمدی قوم کو ایک بازو عطا فرمایا۔ اور بنی احمد علیہ السلام حضرت مسیح موعود کی دعائیں کا نتیجہ ظاہر ہوا "یعنی آج کے مبارک دن میں حضرت صاحبزادہ صاحب مرزا بشیر احمد کے گھر میں بوقت سعید فرزند ارجمند پیدا ہوا الحمد للہ کہ آج مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ دعا "اہل وقار ہوویں فخر دیار ہوویں۔ حق پر نثار ہوویں مولیٰ کے یار ہوویں بابرگ و بار ہوویں اک سے ہزار ہوویں یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی" بوری ہوئی آپ کے موجودہ درخشاں گوہر حق پر نثار ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس دعا کو اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے دیکھا۔ خدا کے محض فضل سے ہم اس کے گواہ ہیں۔ آج دشمنوں کے گھر میں ماتم نظر آ رہا ہے۔ اے اسلام کے منکرو۔ اے حضرت مسیح موعود اور اس کے متبعین پر جلدی سے کفر کا فتویٰ لگانیوالو! ہمارے دلوں میں اس لئے خوشی نہیں کہ ایک بچہ پیدا ہوا۔ بلکہ ہمارے دلوں سے سچ پوچھو تو یہ اس لئے کہ منکران اسلام پر ایک اتمام حجت ہو گئی۔ خدا نے اس کی مدد کی جس کو تم نے کافر کہا۔ آج مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نشان پورا ہوا۔ اے احمدی جماعت تجھے اس نشان کے پورا ہونے پر ہم صدق دل سے مبارکباد دیتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی دن کیلئے یہ اشعار کہے تھے۔

گر ہے میں تو نے سب دشمن اُتارے × ہمارے کر دیئے اونچے منارے
مقابل میں میرے یہ لوگ ہارے × کہاں مرتے تھے پر تو نے ہی مارے
شریروں پر پڑے انکے شرارے × نہ ان سے رک سکے مقصد ہمارے
انہیں ماتم ہمارے گھر میں شادی × فسبحان الذی اخزی الاعادی

یہ محض خدا کا فضل و کرم ہے کہ اس نے دشمنوں سے نیچے کے سر دن کو نیچا کیا۔ اس پاک انسان کو جو دنیا میں ابر رحمت بنکر اُٹھا۔ تمام دنیا میں عزت دی۔ آؤ لوگو آؤ اسلام کیطرف آؤ۔ دیکھو خدا کے کام رک نہیں سکتے۔ اس کا ایک مامور آیا۔ تم نے اُس کو جھٹلایا۔ تمنے ان پر مقدمات بنائے۔ طرح طرح الزام لگائے مگر وہ نبی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی طرح کہتا ہے کہ اے مولیٰ ان کو ہدایت دے۔ تم نے اس کے نشانات کو رد کیا کفر کیا۔ طاعون آئی۔ ترکی میں جنگ چھڑی۔ زلزلے آئے۔ لیکن تم نہ مانے۔ اب جبکہ وہ ہم میں موجود نہیں۔ جبکہ تمنے سمجھا کہ جادوگر تھا۔ اس کا جادو اس کے ساتھ چلا گیا۔ قرآن کبھی جھوٹوں سے محبت نہیں کرتا۔ آؤ تازہ نشان دیکھو اور اسلام لاؤ۔ خدا نے مسیح کی دعاؤں کو سنا اور محض اپنے فضل و کرم سے یہ مولود مسعود عنایت فرمایا اس مولود کی آمد پر جو درحقیقت ایک نشان ہے ہم سچے دل سے حضرت خلیفۃ المسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور اور حضرت ام المومنین علیہا الصلوٰۃ والسلام اور حضرت قافلہ سالار ضعفاء اور مولود کی بیوی صاحبہ کو بھی اور حضرت نانی اماں کے حضور خصوصیت سے اور حضرت نواب صاحب قبلہ اور مولود مسعود کے نانا جان کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتے ہیں۔

اس موقعہ پر خادم اہلبیت یعنی شیخ اسمٰعیل صاحب مہاجر احمدی سرساوی خصوصیت سے حضور امیر المومنین اور اہلبیت کے حضور مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ اب اخیر میں ہم دعا کرتے ہیں۔ اے خدا۔ اے رب السماء۔ اس مولود کو نافع الناس اور باپ ...... دادا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح رحیم اور کریم انسان بنانا۔ والدین کے لئے قرۃ العین ہو۔ دین کا خادم دنیا پر لات مارنیوالا خالد کی طرح دعا کی تلوار چلانیوالا اسلام کو دنیا کے تمام حصوں میں پہنچانے والا ہو۔ اے مالک السماء اس کو متقیوں کے لئے امام بنانا۔ اس کو آسمانی بادشاہت کے تخت پر بٹھانا۔ اخیر میں ضروری سمجھتا ہوں کہ مسیح موعود کی دعا اس مسعود مولود کیلئے لکھوں:۔

کر انکو نیک قسمت دے انکو دین و دولت × کر انکی خود حفاظت ہو ان پہ تیری رحمت
دے رشد اور ہدایت اور عمر اور عزت × یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی
اے میرے بندہ پرور کر انکو نیک اختر × رتبہ میں ہوں یہ برتر اور بخش تاج افسر
شیطاں سے دور رکھیو اپنے حضور رکھیو × جاں پر ز نور رکھیو دل پر سرور رکھیو
ان پر میں تیرے قرباں رحمت ضرور رکھیو × یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی
میری دعائیں ساری کریو قبول باری × میں جاؤں تیرے واری کر تو مدد ہماری

اٰمین ثم اٰمین

اے خاندان مسیح خدا نے تیرے لئے بڑے بڑے وعدے کئے ہیں۔ جو اپنے اپنے وقتوں پر پورے ہو رہے ہیں۔ تمہاری دعائیں وہ سنتا ہے اور تم اس مقدس گھر کے رہنے والے ہو جہاں مسیح آیا۔ تمہارے در و دیوار سے وہ نور ضایع نہیں ہوگا۔

یہ غلامان اہلبیت آپ کے حضور عرض کرتے ہیں۔ آپ مقدس لوگ ہو آپ کے سر آستانہ رب پر گرے ہوئے ہیں۔ ان کے لئے دعا ہو۔ تا ان کا بیڑا پار ہو۔

مدرسہ احمدیہ والے بھی اپنے ناظم کو اور حضرت المومنین دو اہلبیت کو [illegible] کہا و [illegible] اللّٰھم زد فزد

گذر اہندہ ال یعقوب شیخ [illegible] حالت کیا ہے؟ چندے کا کوئی باقاعدہ انتظام

کی طرح یہ بھی شایع ہو گی۔ میں اس کا یہی جواب دونگا کہ ترجمۃ القرآن اب تک بھی جسقدر شایع ہوا ہے وہ ایک خاص جماعت کی ہمت اشاعت قرآن کے شوق کا نتیجہ ہے۔ ورنہ کسی نے اس مبارک کام کے لئے دل کھولکر میرا ہاتھ نہیں بٹایا۔ تاہم وہ ایک رفتار سے چل رہا ہے۔ اگر بخاری کی شرح کے لئے بھی وہی رنگ اختیار کیا جاویگا تو کچھ شک نہیں کہ اسی طرح نکلے گی۔ لیکن اگر پانچ آدمی اس کے معاون ہو جائیں تو برابر شایع ہو سکتی ہے و باللہ التوفیق
اس لحاظ سے کہ اسکی شرح کا نمونہ معلوم ہو سکے۔ الحکم کی اگلی اشاعت میں نمونہ شایع کر دیا جاویگا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

نیم کا صابن

ڈاکٹر الیشری پرشاد صاحب کے کارخانہ کا نیم کا صابن میرے پاس ایک بکس بھیجا گیا ہے۔ نیم کا درخت بہت ہی مفید درخت ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے کارخانہ ادویات نیم کے اجزا میں بڑی اولوالعزمی سے کام کیا ہے۔ یہ صابن خوبصورت بکس میں بہت صفائی کے ساتھ رکھا گیا ہے اور یہ مسلم بات ہے کہ نیم خون کی خرابیوں اور پھوڑے پھنسیوں کے لئے اصلاح کی خاصیت رکھتا ہے۔ اس لحاظ سے یہ صابن مفید ہے جو صاحب چاہیں کارخانہ ادویات نیم اٹاوہ ڈاکٹر الیشری پرشاد سے منگوا لیں۔

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی صحت خدا کے فضل سے عمدہ ہے۔ آپ اصلاح و تلقین قوم کے کام میں مصروف ہیں۔ قرآن مجید کے پانچوں درسوں کے علاوہ آج کل آپ نے بخاری کا عام درس شروع کیا ہے۔ اللہ تعالےٰ اس میں برکت دے۔ اور آپ کی عمر دراز کرے آمین۔

۲۔ ۲۸ فروری ۱۹۱۳ء کو بعد نماز مغرب حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد کے گھر میں اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے بیٹا پیدا ہوا۔ ایڈیٹر الحکم اس روز قادیان سے غیر حاضر تھا۔
ایڈیٹر الحکم کے بھتیجے محمود احمد سلمہ اللہ الاحد نے تقریب پر الحکم کا خاص پرچہ شایع کیا۔

۳۔ بڑی خوشی کی بات ہے کہ تعلیم الاسلام سکول کی ٹیم نے لاہور جا کر سرکل ٹورنے منیٹ میں فٹ بال کی ڈھال جیت لی۔ اور خالصہ کالجیٹ سکول جو گزشتہ کئی سال سے کامیاب رہا تھا۔ اس مقابلہ میں شکست دی۔ انسپکٹر صاحب حلقہ نے بڑی مسرت کا اظہار کیا۔ میں نے گورداسپور کے مقابلہ پر کامیابی کا اظہار کرتے ہوئے ایک فروگزاشت کی تھی جسکی اب تلافی کرتا ہوں اس ٹیم کے کپتان میرے محترم مخدوم حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب ہیں اللہ تعالےٰ کے فضل و برکات جن وجودوں کے ساتھ ہوں وہ جہاں جائیں کامیابی ان کے ساتھ ہے۔ گو اس کی شانیں الگ ہوں۔ میں صدق دل سے اپنے مخدوم کو ان کامیابیوں پر مبارکباد دیتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں کہ ان کا وجود ان اعلیٰ کامیابیوں کے اظہار کا ذریعہ ہو جو اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول پر پہلے سے ظاہر کی تھیں۔

۴۔ حضرت ام المومنین علیہا السلام اور حضرت اولوالعزم مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب تشریف لے آئے۔ صاحبزادہ صاحب نے لاہور میں تین لیکچر دیئے۔ ممکن ہوا تو وہ تقریر حاصل کرنے کی کوشش کیجائیگی۔

۵۔ مطبع کی بعض دقتوں کی وجہ سے اخبار اور احمدی خاتون ابھی وقت پر شایع نہیں ہو سکتے۔ میں انتظام میں مصروف ہوں احمدی خاتون کا نمبر ۴ شایع ہو گیا ہے۔ اور انشاء اللہ تعالےٰ نمبر ۵ و ۶ اسی مہینے کے آخر تک شایع ہو سکیگا۔

مبارک

آج جمعہ کا روز ہے اور سبت کی رات یہ دونوں ہمارے لئے بڑی ہی مبارک اور خوشی کو لے کر آئے ہیں سبت ایک دن ہے جسکی عزت قرآن کریم میں ظاہر ہے۔ مگر وہ تو غیر قوم کے لئے۔ جمعہ جو ہمارے لئے بڑا ہی مبارک دن ہے۔ اس مبارک دن میں اللہ تعالیٰ نے احمدی قوم کو ایک بازو عطا فرمایا۔ اور بنی احمد علیہ السلام حضرت مسیح موعود کی دعاؤں کا نتیجہ ظاہر ہوا۔ یعنی آج کے مبارک دن میں حضرت صاحبزادہ صاحب مرزا بشیر احمد کے گھر میں ایک سعید فرزند ارجمند پیدا ہوا الحمد للہ کہ آج مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ فرماتے "اہل وقار ہوویں فخر دیار ہوویں۔ حق پر نثار ہوویں مولیٰ کے یار ہوویں بابرگ و بار ہوویں اک سے ہزار ہوویں یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی" بلکہ ہوتی آپ کے موجودہ درخشاں گوہر حق پر نثار ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس دعا کو اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے دیکھا۔ خدا کے محض فضل سے ہم اس کے گواہ ہیں۔ آج دشمنوں کے گھر میں ماتم نظر آرہا ہے۔ اے اسلام کے منکرو۔ اے حضرت مسیح موعود اور اس کے متبعین پر جلدی سے کفر کا فتویٰ لگانیوالو! ہمارے دلوں میں اس لئے خوشی نہیں کہ ایک بچہ پیدا ہوا۔ بلکہ ہمارے دلوں سے سچ پوچھو تو یہ اس لئے کہ منکران اسلام پر ایک اتمام حجت ہو گئی۔ خدا نے اس کی مدد کی جس کو تم نے کافر کہا۔ آج مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نشان پورا ہوا۔ اے احمدی جماعت تجھے اس نشان کے پورا ہونے پر ہم صدق دل سے مبارکباد دیتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی دن کیلئے یہ اشعار کہے تھے۔

گر ہے یہی تو نے سب دشمن اُتارے × ہمارے کر دیئے اونچے منارے
مقابل میں مرے یہ لوگ ہارے × کہاں مرتے تھے پر تو نے ہی مارے
شریروں پر پڑے ان کے شرارے × نہ ان سے رک سکے مقصد ہمارے
انہیں ماتم ہمارے گھر میں شادی × فسبحان الذی اخزی الاعادی

یہ محض خدا کا فضل و کرم ہے کہ اس نے دشمنوں کے سر کو نیچا کیا۔ اس پاک انسان کو جو دنیا میں ابر رحمت بنکر اٹھا۔ تمام دنیا میں عزت دی۔ آؤ لوگو آؤ اسلام کی طرف آؤ۔ دیکھو خدا کے کام رک نہیں سکتے۔ اس کا ایک مامور آیا۔ تم نے اس کو جھٹلایا تم نے ان پر مقدمات چلائے۔ طرح طرح الزام لگائے مگر وہ نبی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی طرح کہتا ہے کہ اے مولیٰ ان کو ہدایت دے۔ تم نے اس کے نشانات کو رد کیا کفر کیا۔ طاعون آئی۔ ترکی میں جنگ چھڑی۔ زلزلے آئے۔ لیکن تم نے نہ مانے۔ اب جبکہ وہ ہم میں موجود نہیں۔ جبکہ تم نے سمجھا کہ جادوگر تھا اس کا جادو اس کے ساتھ چلا گیا۔ قرآن کبھی جھوٹوں سے محبت نہیں کرتا۔ آؤ تازہ نشان دیکھو اور اسلام لاؤ۔ خدا نے مسیح کی دعاؤں کو سنا اور محض اپنے فضل و کرم سے یہ مولود مسعود عنایت فرمایا اس مولود کی آمد پر جو در حقیقت ایک نشان ہے ہم سچے دل سے حضرت خلیفۃ المسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور اور حضرت ام المومنین علیہا الصلوٰۃ والسلام اور حضرت قافلہ سالار صاحبزادہ اور مولود کی بیوی صاحبہ کو بھی اور حضرت نانی اماں کے حضور خصوصیت سے اور حضرت نواب صاحب قبلہ اور مولود مسعود کے نانا جان کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتے ہیں۔
اس موقعہ پر خادم اہلبیت یعنی شیخ اسمعیل صاحب مہاجر احمدی سرساوی خصوصیت سے حضور امیر المومنین اور اہلبیت کے حضور مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ اب آخیر میں ہم دعا کرتے ہیں۔ اے خدا۔ اے رب السماء۔ اس مولود کو نافع الناس اور باپ ...... دادا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح رحیم اور کریم انسان بنانا۔ والدین کے لئے قرۃ العین بنا۔ دین کا خادم دنیا پر لاثانی بنا۔ اور تیرا الاحد کی طرح دعا کی تلوار چلانیوالا اسلام کو دنیا کے تمام حصوں میں پہونچانے والا ہو۔ اے مالک السماء اس کو متقیوں کے لئے امام بنانا۔ اس کو آسمانی بادشاہت کے تخت پر بٹھانا۔ اخیر میں ضروری سمجھتا ہوں کہ مسیح موعود کی دعا اس مسعود کیلئے لکھوں۔

کر انکو نیک قسمت دے انکو دین و دولت × کر انکی خود حفاظت ہو ان پہ تیری رحمت
دے رشد اور ہدایت اور عمر اور عزت × یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی
اے میرے بندہ پرور کر انکو نیک اختر × رتبہ میں ہوں وہ برتر اور بخش تاج افسر
شیطاں سے دور رکھیو اپنے حضور رکھیو × جاں پر ز نور رکھیو دل پر سرور رکھیو
ان پر میں تیرے قرباں رحمت ضرور رکھیو × یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی
میری دعائیں ساری کریو قبول باری × میں جاؤں تیرے واری کر تو مدد ہماری

آمین ثم آمین

اے خاندان مسیح خدا نے تیرے لئے بڑے بڑے وعدے کئے ہیں جو اپنے اپنے وقتوں پر پورے ہو رہے ہیں۔ تمہاری دعائیں وہ سنتا ہے اور تم اس مقدس گھر کے رہنے والے ہو جہاں مسیح آیا۔ تمہارے در و دیوار سے وہ نور ضایع نہیں ہو گا۔
یہ غلامان اہلبیت آپ کے حضور عرض کرتے ہیں۔ آپ مقدس لوگ ہو آپ کے سر آستانہ رب پر گرے ہوئے ہیں۔ ان کے لئے دعا ہو۔ تا ان کا بیڑا پار ہو۔

مکرمی محمد احمد صاحب یاسین والے بھی اپنے ناظم کو اور حضرت ام المومنین اور اہلبیت کو مبارکباد دیتے ہیں۔ اللہم زد فزد

کمترین بندہ الی یعقوب شیخ محمود احمد احمدی قادیان مالک انوار احمدیہ پریس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی

خطبہ جمعہ

(۲۷- دسمبر ۱۲ء)

جو حضرت خلیفۃ المسیح نے ایام جلسہ کے جمعہ میں مسجد نور میں پڑھا۔

اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمدا عبده ورسوله۔ اما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمن الرحيم۔ والعصر ان الانسان لفي خسر الا الذين آمنوا وعملوا الصالحات وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر۔

بہت سے ہمارے دوست آج غالباً رخصت ہوں گے اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار ہوگا جو ہم آئندہ سال ملیں گے اب کے تیسرا برس ہے میں اپنے حالات کو نگاہ کرتا ہوں۔ ہمیشہ رات کو یقین نہیں ہوتا۔ کہ صبح کو اٹھوں گا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے تم ہم اکٹھے ہو گئے ہیں۔ اس لئے تم سب کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہتا ہوں۔ اور سب کے لئے جو رخصت ہوں گے دعا کرتا ہوں۔

احباب کے لئے رخصتی دعاء

استودع اللہ دینکم [illegible] رخوانتم [illegible] کما اللہ التقویٰ وغفر [illegible] وزودکم [illegible] معکم اینما کنتم و [illegible] سعیکم [illegible] المتقون۔ ان اللہ مع [illegible] اوصیکم بتقوی وقد فاز [illegible] محسنون۔ اس دعا کا مطلب [illegible] الذین اتقوا والذین ھم [illegible] خدا کے سپرد کرتا ہوں وہ اپنی [illegible] ہے کہ تمہارے دین کو اللہ تعالیٰ [illegible] تمہارے دین کو ایمان کو تمہارے [illegible] کو ضائع نہیں کرتا۔ تمہارا [illegible] کرتا ہوں۔ پھر میں اللہ تعالیٰ [illegible] امانتوں کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا [illegible] تقویٰ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے [illegible] خاتمہ کو سب [illegible] وزودکم اللہ [illegible] گا متقی خدا تعالیٰ کا [illegible] سے دعا کرتا ہوں [illegible] متقیوں کیساتھ رہو [illegible] خدا تعالیٰ فرماتا ہے متقی کو وعدہ کیا ہے کہ [illegible] کو علم دیا جاتا ہے [illegible] ہے میں تم سب کے لئے دعا کرتا [illegible] محبوب ہوتا ہے۔ متقی کو [illegible] سے نجات ملتی [illegible] کے لئے دعا کرتا ہوں [illegible] رزق دوں گا متقی کو ہر [illegible] ہو۔ پھر میں تم سب [illegible] تم جہاں جہاں رہو۔ [illegible] ہوں۔ کہ تم متقی جماعت [illegible] معاف کرے [illegible] و مددگار رہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے قصوروں [illegible] تمہارا حامی [illegible] کہتا ہوں کہ ابھی تار

خوشی کا تار

اللہ تعالیٰ [illegible] کی خبر [illegible] دسمبر کو جدہ سے [illegible] پھر میں خوش [illegible] ت خوش ہوں۔ آیا ہے کہ ہمارے میاں صاحب [illegible] احب جس جہاز جہاز پر سوار ہو گئے ہیں۔ یہ مبارک خبر ہے [illegible] نصرت ان [illegible] تم اس خبر سے خوش ہو گے۔ ہمارے میاں [illegible] پر سوار ہوئے ہیں اس کا نام منصورہ ہے [illegible] کے شامل حال ہو [illegible] دوسری بات یہ ہے کہ چھوٹے ٹریکٹ مجھے پسند ہیں۔ کیونکہ آدمی کھڑے کھڑے پڑھ سکتا [illegible] اٹھا لیتا ہے اور معلوم نہیں کہ کب کس پر اثر ہو جا[ئے] [illegible] چھوٹے رسالوں کے سبب حضرت مسیح موعو[د] [illegible] کے ہو گئے [illegible] ہزاروں [illegible]

ہے۔ میں اس قرضہ سے سبکدوش ہوں میں نے کوئی کتاب تصنیف نہیں کی اگر میں کوئی کتاب لکھتا تو تم لوگ اسی کو خریدتے اور میں نے نہیں چاہا کہ اس طرح حضرت صاحب کی کتابوں کی اشاعت پر اثر پڑے۔

سورۃ العصر

یہ سورۃ (والعصر) میں نے بارہا لوگوں کو سنائی ہے چھوٹی سے چھوٹی سورۃ جو ہر شخص کے لئے بابرکت ہو۔ خدا تعالیٰ کی کتاب میں میرے خیال میں اس کے سوا اور نہیں آئی۔ قرآن کریم کے ہر ایک فقرہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل اور محض فضل سے سارے جہان کی تعلیم و تربیت اور پاک تعلیم و تربیت حاصل اور ضرور حاصل ہو سکتی ہے۔ مگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عادت تھی کہ جب آپس میں ملتے تھے تو اس سورۃ کو پڑھ لیتے تھے ممکن ہے کہ میری آواز سب لوگوں کے کان میں نہ پہنچے۔ کیونکہ میں بیمار رہا ہوں۔ صبح سے اب تک خطوط پڑھتا تھا تھک گیا ہوں۔ اور بوڑھا بھی ہوں۔ جو لوگ دور ہیں اور ان کے کانوں میں میری آواز نہیں پہنچ سکتی۔ ان کے کانوں میں وہ لوگ جو سنتے ہیں پہنچا دیں۔ اور کوشش کریں کہ سب کے کانوں تک اس سورۃ کی آواز ضرور پہنچ جائے۔ جو سنتے ہیں وہ اس شکریہ میں دوسروں تک پہنچا دیں۔ یہ بڑی مختصر سورۃ ہے پہلی بات اس سورۃ شریف میں یہ ہے کہ والعصر عصر ایک زمانہ کو کہتے ہیں۔ ہر آن میں پہلا زمانہ فنا اور نیا پیدا ہوتا جاتا ہے۔ ہر وقت زمانہ کو فنا لگی ہوئی ہے کل کا دن ۲۶- دسمبر ۱۲ء اب کبھی نہیں آئے گا۔ ۲۷- دسمبر ۱۲ء آج کے بعد کبھی دنیا میں نہ آئے گا۔ آج کی صبح اب کبھی نہ آئے گی۔ یہ زمانہ بڑا بابرکت ہے۔ یہ جو آریہ لوگ کہا کرتے ہیں کہ زمانہ مخلوق نہیں اور جو قدیم ہے وہ فنا نہیں ہوتا والعصر کا لفظ ان کے لئے خوب رد ہے میں جس زمانہ میں بولا وہ اب چلا [illegible] ابھی گیا۔ اور اس میں آگے بولوں گا وہ ابھی پیدا ابھی نہیں ہوا۔ زمانہ کو غیر مخلوق ماننے والوں کے لئے کیسا عمدہ رد ہے۔ زمانہ کو جہاں تک لے [illegible] اس کا ایک حصہ مرتا جاتا ہے ایک حصہ پیدا ہوتا جاتا ہے۔ اس مرنے اور پیدا ہونے کے سوا اور کچھ بھی نہیں۔ ایک فائدہ عصر میں یہ ہے کہ ہر ایک وقت جو انسان پر گذرتا ہے اس کو فنا لازم ہے۔ اسی طرح انسان کے اجزاء پیدا ہوتے ہیں۔ اس طرح ایک نئی مخلوق ہے بلکہ انسان اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہوتا ہے جب میں جوان تھا میرے سب بال سیاہ تھے آج کوئی بال سیاہ نہیں۔ جب ہم نئی [illegible] حالت میں تبدیل ہوتے رہتے ہیں تو ہر وقت اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں لا الہ الا اللہ کے معنے ہیں کہ ہر آن میں تم ہمارے محتاج ہو اگر میرا فضل و کرم نہ ہو تو تم کچھ بھی نہیں۔ ایک بات عصر میں یہ ہے کہ لوگ زمانہ کو برا کہتے ہیں شاعروں نے تو یہ غضب کیا کہ دنیا کا ہر ایک دکھ اور مصیبت زمانہ کے سر تھوپ دیا۔ خدا تعالیٰ کا نام [illegible] درمیان سے نکال دیا۔ گردش روزگار کی اس قدر شکایت کی کہ جس کی حد نہیں گویا ان کا دار و مدار الکا نافع اور ضار سب یہی تھا [illegible] نبی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے زمانہ کی شکایت نہ کرو یہ بھی [illegible] قدر چیز ہے عصر کے بعد پھر کوئی وقت نہیں ہوتا جو ہم فرض [illegible] ادا کریں۔ میرا یقین ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و[سلم] [illegible] غرض ہے۔ کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ [illegible] رسول جیسے جانشین ہمیشہ ہوتے رہیں گے۔ اب دنیا میں نہ آئیگا۔ عصر مراد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانشینوں کا زمانہ ہے اب اور کے لئے زمانہ نہیں ہے۔ یہاں تک کہ دنیا کا زمانہ ختم ہو۔

ان الانسان لفی خسر جس طرح زمانہ گھاٹے میں ہے۔ اسی طرح انسان۔ ایک شخص مجھ سے کہنے لگا کہ زمانہ قدیم ہے میں نے کہا جب تم ماں کے پیٹ اور باپ کے نطفہ میں تھے۔ وہ وقت اب ہے اور جب تم مرو گے وہ زمانہ اب موجود ہے کہا نہیں۔ میں نے کہا ایک موجود ہے وہ معدوم ہے وہ موجود ہوگا انسان کا جسم ایک برف کی تجارت ہے اسی طرح زمانہ ہے

نقصان سے بچنے کا طریق!

الا الذین آمنوا گھاٹے میں تو سب ہیں۔ مگر ایک شخص مستثنیٰ ہے۔ وہ کون؟ ایماندار کہ اس کو گھاٹا نہیں۔ ایمان کیا ہے؟ غیب الغیب ذات پر ایمان رکھنا۔ اس کو مقدس سمجھنا۔ اس کی نافرمانی سے ڈرنا اور یہ یقین کرنا کہ اگر ہم نافرمان ہوں تو اس پاک ذات کا قرب حاصل نہیں کر سکتے۔ نماز پڑھنا۔ اور سنوار کر پڑھنا۔ لغو سے بچنا۔ زکوٰۃ دینا۔ اپنی شرمگاہوں کو محفوظ کرنا اپنی امانتوں اور عہود کا لحاظ کرنا اللہ تعالیٰ کی ذات پاک صفات۔ افعال اسماء۔ اس کے محامد۔ اور اس کے عبادات میں کسی کو شریک نہ کرنا ملائکہ کی نیک تحریک کو ماننا۔ انبیاء کی باتوں اور کتابوں کو ماننا۔ قرآن کریم تمام انبیاء کی پاک باتوں اور کتابوں کے مجموعہ کا خلاصہ ہے فیہا کتب قیمۃ۔ قرآن کریم سب کتابوں کا محافظ ہے۔ اس میں دلائل کو اور زیادہ کر دیا ہے۔ اس کتاب (قرآن کریم) کو اپنا دستور العمل بنانا۔ اس کو پڑھنا۔ سمجھنا۔ اس پر عمل کرنا خدا تعالیٰ سے توفیق مانگنا کہ اس پر خاتمہ ہو۔ جزا و سزا پر یقین کرنا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم کمالات نبوت و رسالت اور خاتم کمالات انسانیہ یقین کرنا۔ دنیا میں جس قدر ہادی ان کے بعد اور آئیں گے۔ سب انہیں کے فیض سے آئے۔ ہمارے مسیح آئے مگر غلام احمد ہو کر آئے۔ وہ فرماتے ہیں ؎

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم !
گر کفر این بود بخدا سخت کافرم !

یہ حضرت صاحب کا سچا دعویٰ ہے اور اسی پر عملدرآمد تھا ایک نکتہ بھی دین اسلام سے علیحدہ ہونا ان کو پسند نہ تھا۔

شفقت علیٰ خلق اللہ

تم خدا تعالیٰ کی تعظیم کرو۔ اس کی مخلوق کیساتھ نیک سلوک کرو۔ مخلوق کا لفظ میں نے بولا ہے۔ تم ایسے بنو کہ درختوں پہاڑوں جانوروں سب پر تمہارے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کا فضل نازل ہو۔ مخلوق الٰہی پر شفقت کرو۔ انسان پر جب تباہی آتی ہے تو اسکی وجہ سے سب پر تباہی نازل ہوتی ہے

ع از زنا افتد وبا اندر جہات !

جناب الٰہی نے جس طرح حکم دیا اس پر عمل کرو۔ گھاٹ پر پاخانہ پھرنے سے درختوں کے نیچے اور رستوں پر پاخانہ پھرنے سے ہماری شریعت نے منع فرمایا ہے۔ ایمان کے ساتھ اعمال بھی نیک ہوں۔ جس میں بگاڑ ہے وہ خدا تعالیٰ کا پسندیدہ کام نہیں۔ پھر ان سچے علوم کو میری زبان سے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلّی

خُطبۂ جمعہ

(۲۷ - دسمبر ۱۹۱۲ء)

جو حضرت خلیفۃ المسیح نے ایام جلسہ کے جمعہ میں مسجد نور میں پڑھا۔
اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ اَمَّا بَعْدُ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ۔

بہت سے ہمارے دوست آج غالباً رخصت ہوں گے اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار ہوگا جو ہم آیندہ سال ملیں گے اب کے تیسرا برس ہے میں اپنے نسالایت کو نگاہ کرتا ہوں۔ ہمیشہ رات کو یقین نہیں ہوتا۔ کہ صبح کو اٹھوں گا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہم تم اکٹھے ہوگئے ہیں۔ اس لئے تم سب کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ

احباب کے لئے رخصتی دُعاء

وبرکاتہ کہتا ہوں۔ اور سب کے لئے جو رخصت ہوں گے دعا کرتا ہوں۔

استودع اللہ دینکم وایمانکم وخواتیم عملکم وزودکم اللہ التقوی وغفر ذنبکم وشکر سعیکم واللہ معکم اینما کنتم واوصیکم بتقوی وقد فاز المتقون۔ ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون۔ اس دعا کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے دین کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں وہ اپنی امانتوں کو ضایع نہیں کرتا۔ تمہارے دین کو ایمان کو تمہارے خاتمہ کو سب کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔ پھر میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں وزودکم اللہ التقوی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ میں متقیوں کیساتھ رہوں گا۔ متقی خدا تعالیٰ کا محبوب ہوتا ہے۔ متقی کو علم دیا جاتا ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے متقی کو رزق دوں گا متقی کو ہر تنگی سے نجات ملتی ہے میں تم سب کے لئے دعا کرتا ہوں۔ کہ تم متقی جماعت بنو۔ پھر میں تم سب کے لئے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تمہارے قصوروں کو معاف کرے۔ تم جہاں جہاں رہو۔ اللہ تعالیٰ تمہارا حامی ومددگار رہے۔

خوشی کا تار

پھر میں خوشی کی خبر سناتا ہوں کہ ابھی تار آیا ہے کہ ہمارے میاں صاحب ۲۵ دسمبر کو جدہ سے جہاز پر سوار ہوگئے ہیں۔ یہ مبارک خبر ہے میں بہت خوش ہوں۔ تم اس خبر سے خوش ہوگے۔ ہمارے میاں صاحب جس جہاز پر سوار ہوئے ہیں اس کا نام منصورہ ہے۔ نصرت ان کے شامل حال ہو۔ دوسری بات یہ ہے کہ چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ مجھے پسند ہیں۔ کیونکہ آدمی کھڑے کھڑے پڑھ سکتا اور نفع اٹھا لیتا ہے اور معلوم نہیں کہ کب کس پر اثر ہو جاوے۔ مگر چھوٹے چھوٹے رسالوں کے سبب حضرت مسیح موعود کی کتابوں کی خرید کم ہوگئی ہے ان میں جو درد ہے وہ اوروں میں ملنا مشکل ہے۔ میں اس قرضہ سے سبکدوش ہوں میں نے کوئی کتاب تصنیف نہیں کی اگر میں کوئی کتاب لکھتا تو تم لوگ اسی کو خریدتے اور میں نے نہیں چاہا کہ اس طرح حضرت صاحب کی کتابوں کی اشاعت پر اثر پڑے۔

سورۃ العصر

یہ سورۃ (والعصر) میں نے بارہا لوگوں کو سنائی ہے چھوٹی سے چھوٹی سورۃ جو ہر شخص کے لئے بابرکت ہو۔ خدا تعالیٰ کی کتاب میں میرے خیال میں اس کے سوا اور نہیں آئی۔ قرآن کریم کے ہر ایک فقرہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل اور محض فضل سے سارے جہان کی تعلیم وتربیت اور پاک تعلیم وتربیت حاصل اور ضرور حاصل ہو سکتی ہے۔ مگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عادت تھی کہ جب آپس میں ملتے تھے تو اس سورۃ کو پڑھ لیتے تھے ممکن ہے کہ میری آواز سب لوگوں کے کان میں نہ پہونچے۔ کیونکہ میں بیمار ہوں۔ صبح سے اب تک خطوط پڑھتا تھا تھک گیا ہوں۔ اور بوڑھا بھی ہوں۔ جو لوگ دور ہیں اور ان کے کانوں میں میری آواز نہیں پہونچ سکتی۔ اُن کے کانوں میں وہ لوگ جو سنتے ہیں پہونچا دیں۔ اور کوشش کریں کہ سب کے کانوں تک اس سورۃ کی آواز ضرور پہونچ جاوے۔ جو سنتے ہیں وہ اس شکریہ میں دوسروں تک پہونچائیں۔ یہ بڑی مختصر سورۃ ہے پہلی بات اس سورۃ شریف میں یہ ہے کہ والعصر عصر ایک زمانہ کو کہتے ہیں۔ ہر آن میں پہلا زمانہ فنا اور نیا پیدا ہوتا جاتا ہے۔ ہر وقت زمانہ کو فنا لگی ہوئی ہے کل کا دن ۲۶ - دسمبر ۱۲ء اب کبھی نہیں آئے گا۔ ۲۷ - دسمبر ۱۲ء آج کے بعد کبھی دنیا میں نہ آئے گا۔ آج کی صبح اب کبھی نہ آئے گی۔ یہ زمانہ بڑا بابرکت ہے یہ جو آریہ لوگ کہا کرتے ہیں کہ زمانہ مخلوق نہیں اور جو قدیم ہے وہ فنا نہیں ہوتا۔ والعصر کا لفظ ان کے لئے خوب ردّ ہے جس زمانہ میں بولا وہ اب چلا بھی گیا۔ اور جس میں آگے بولوں گا وہ ابھی پیدا بھی نہیں ہوا۔ زمانہ کو غیر مخلوق ماننے والوں کے لئے کیسا عمدہ ردّ ہے۔ زمانہ کو جہاں تک لے جائیں ایک حصہ مرتا جاتا ہے ایک حصہ پیدا ہوتا جاتا ہے۔ اس مرنے اور پیدا ہونے کے سوا اور کچھ بھی نہیں۔ ایک فایدہ عصر میں یہ ہے کہ ہر ایک وقت جو انسان پر گذرتا ہے اس کو فنا لازم ہے۔ اسی طرح انسان کے اجزاء پیدا ہوتے ہیں۔ اس طرح ایک نئی مخلوق بنکر انسان اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہوتا ہے جب میں جوان تھا میرے سب بال سیاہ تھے آج کوئی بال سیاہ نہیں۔ جب ہم نئی حالت میں تبدیل ہوتے رہتے ہیں تو ہر وقت اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں لا الٰہ الا اللہ کے معنے ہیں کہ ہر آن میں تم ہمارے محتاج ہو اگر میرا فضل وکرم نہ ہو تو تم کچھ بھی نہیں۔ ایک بات عصر میں یہ ہے کہ لوگ زمانہ کو بُرا کہتے ہیں شاعروں نے تو یہ غضب کیا کہ دنیا کا ہر ایک دُکھ اور مصیبت زمانہ کے سر تھوپ دیا۔ خدا تعالیٰ کا نام ہی درمیان سے نکال دیا۔ گردش روزگار کی اس قدر شکایت کی ہے کہ جسکی حد نہیں گویا ان کا دارومدار الکا نافع اور ضار سب کچھ زمانہ ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے زمانہ کی شکایت نہ کرو یہ بھی قابل قدر چیز ہے عصر کے بعد پھر کوئی وقت نہیں ہوتا جو ہم فرض نماز ادا کریں۔ میرا یقین ہے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی آمد غرض ہے۔ کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا رسول جسکے جانشین ہمیشہ ہوتے رہیں گے۔ اب دنیا میں نہ آئیگا۔ عصر مراد حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانشینوں کا زمانہ ہے اب اور کے لئے زمانہ نہیں رہا۔ یہاں تک کہ دنیا کا زمانہ ختم ہو۔

اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ جس طرح زمانہ گھاٹے میں ہے اسی طرح انسان۔ ایک شخص مجھ سے کہنے لگا کہ زمانہ قدیم ہے میں نے کہا جب تم ماں کے پیٹ اور باپ کے نطفہ میں تھے۔ وہ وقت اب ہے اور جب تم مرو گے وہ زمانہ اب موجود ہے کہا نہیں میں نے کہا ایک موجود ہے دوسرا معدوم ہے وہ موجود ہوگا انسان کا جسم ایک برف کی تجارت ہے اسی طرح زمانہ ہے

نقصان سے بچنے کا طریق!

اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا گھاٹے میں تو سب ہیں۔ مگر ایک شخص مستثنےٰ ہے۔ وہ کون؟ ایماندار کہ اس کو گھاٹا نہیں۔ ایمان کیا ہے؟ غیب الغیب ذات پر ایمان رکھنا۔ اس کو مقدس سمجھنا۔ اس کی نافرمانی سے ڈرنا اور یہ یقین کرنا کہ اگر ہم نافرمان ہوں تو اس پاک ذات کا قرب حاصل نہیں کر سکتے۔ نماز پڑھنا۔ اور سنوار کر پڑھنا۔ لغو سے بچنا۔ زکوٰۃ دینا۔ اپنی شرمگاہوں کو محفوظ کرنا اپنی امانتوں اور عہود کا لحاظ کرنا اللہ تعالیٰ کی ذات پاک صفات۔ افعال اسماء۔ اس کے محامد۔ اور اس کے عبادات میں کسی کو شریک نہ کرنا ملائک کی نیک تحریک کو ماننا۔ انبیاء کی باتوں اور کتابوں کو ماننا۔ قرآن کریم تمام انبیاء کی پاک باتوں اور کتابوں کے مجموعہ کا خلاصہ ہے فیھا کتب قیمۃ۔ قرآن کریم سب کتابوں کا [illegible] اس میں دلائل کو اور زیادہ کر دیا ہے۔ اس کتاب قرآن کریم کو اپنا دستور العمل بنانا۔ اس کو پڑھنا۔ سمجھنا۔ اس پر عمل کرنا خدا تعالیٰ سے توفیق مانگنا کہ اس پر خاتمہ ہو۔ جزا وسزا پر یقین کرنا۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم کمالات نبوت ورسالت اور خاتم کمالات انسانیہ یقین کرنا۔ دنیا میں جس قدر ہادی ان کے بعد اور آئیں گے۔ سب انہیں کے فیض سے آئے۔ ہمارے مسیح آئے مگر غلام احمد ہو کر آئے۔ وہ فرماتے ہیں ؎

بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمرم !
گر کفر این بود بخدا سخت کافرم !

یہ حضرت صاحب کا سچا دعویٰ ہے اور اسی پر عملدرآمد تھا ایک نکتہ بھی دین اسلام سے علیحدہ ہونا ان کو پسند نہ تھا۔

شفقت علیٰ خلق اللہ

تم خدا تعالیٰ کی تعظیم کرو۔ اس کی مخلوق کیساتھ نیک سلوک کرو۔ مخلوق کا لفظ میں نے بولا ہے۔ تم ایسے بنو کہ درختوں بہائم اور جانوروں سب پر تمہارے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کا فضل نازل ہو۔ مخلوق الٰہی پر شفقت کرو۔ انسان پر جب تباہی آتی ہے تو اسکی وجہ سے سب پر تباہی نازل ہوتی ہے ع

از زنا افتد وبا اندر جہات !

جناب الٰہی نے جس طرح حکم دیا اس پر عمل کرو۔ گھاٹ پر پاخانہ پھرنے سے درختوں کے نیچے اور راستوں پر پاخانہ پھرنے سے ہماری شریعت نے منع فرمایا ہے۔ ایمان کے ساتھ اعمال بھی نیک ہوں۔ جس میں بگاڑ ہے وہ خدا تعالیٰ کا پسندیدہ کام نہیں۔ پھر ان سچے علوم کو میری زبان سے

تم نے کچھ سنا ہے اپنے گذشتہ امام سے سنا ہے اور اس کی پاک تصانیف میں دیکھا ہے۔ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ

وصیت الحق اور تبلیغ کا طریق

دوسروں کو جذب کرو جذب نہ ہو

پاک تعلیم یعنی حق کو دوسری جگہ پہنچاؤ۔ بہت سے لوگ ہم کو ملنا چاہتے ہیں اور ہم سے محبت اور اخلاص چاہتے ہیں مگر ایمان کے حاصل کرنے اور ایمان کے مطابق سنوار کے کام کرنے اور پھر دوسروں تک پہنچانے میں متامل ہیں بہت سے لوگ یہاں بھی آئے ہیں اور مجھ سے ملے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر آپ ہم سے بالکل مل جائیں تو ہم آپ کے ہو جاتے ہیں میں نے کہا جبکہ تم ہماری تعلیم پر عمل کرنے سے جی چراتے ہو تو پھر ہم تم ایک کیسے ہو سکتے ہیں یہ سن کر شرمندہ ہو کر رہ جاتے ہیں۔ یہ سب کے سب منافق الطبع لوگ ہوتے ہیں ایسے منافق بہت ہیں یہ سب ہم کو دھوکا دینا چاہتے ہیں۔ تم حق کو پہونچاؤ۔ اور حق کے پہونچانے میں علم و حکمت و عاقبت اندیشی سے کام لو۔ جو عاقبت اندیشی سے کام نہیں لیتے وہ بعض اوقات ایسے الفاظ کہہ دیتے ہیں جن سے بڑا نقصان ہوتا ہے۔ کسی شخص نے مجھ کو خط لکھا۔ کہ میں نے ایک شخص سے کہا کہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں میرے لئے دعا کرنا۔ ایک احمدی نے سنکر کہا کہ مکہ مدینہ کا کیا کوئی الگ خدا ہے۔ اس پر اس شخص کو بڑا ابتلا پیش آیا اگر نرمی سے کہا جاتا تو نتیجہ خطرناک نہ ہوتا۔ اس طرح کہ مکہ مدینہ بیشک قبولیت دعا کے مقام ہیں پھر کہتا جس کے لئے یہاں بھی ہے۔ وہاں بھی ہے تم دونوں جگہ دعا مانگو جیسے کا کوئی دعا ضرور مانگے جو ہمدردی علیہ الصلوٰۃ کا ظلم ہم نے خیال کرتے ہیں کہ مفسدانہ خیالات کے پھیلانے کا کرنا۔ بڑا جرم نہیں۔ وہ سخت غلطی کرتے ہیں کہ بودا تھا۔ اب موجود ہے وہ کہتا ہے کہ میرے باپ نے عرفات میں دعا مانگی اور میں آمین آمین کہتا جاتا تھا۔ مگر انسان سے اس قسم کی غلطیاں ہو جاتی ہیں۔ ان غلطیوں کے دور کرنے کے لئے میں نے کہا تھا کہ تین مہینہ میں قرآن شریف پڑھا سکتا ہوں۔ بشرطیکہ پانچ سات آدمیوں کی ایک جماعت ہو قرآن کے لئے بھی دعا مانگنی چاہیئے اور متقی بننا چاہیئے وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ۔ جو تقویٰ اختیار کرتا ہے اس کو خدا سکھاتا ہے۔ قرآن پڑھو۔ سیکھو اس کے علم میں ترقی کرو۔ اس پر عمل کرو قرآن سے تم کو محبت ہو۔ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ حق کے پہونچانے میں کچھ تکلیف ضرور ہوتی ہے۔ اس تکلیف کو برداشت کرنے کے لئے دوسرے کو صبر سکھاؤ اور خود بھی صبر کرو۔ یہ سورہ اگر تم نے سمجھ لی ہے تو دوسروں کو بھی سمجھاؤ اور برکت پر برکت حاصل کرو۔ میں چاہتا ہوں کہ تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرو اس کے ملائکہ سے نبیوں اور رسولوں سے محبت کرو اور کسی کی بے ادبی نہ کرو۔ تم کو اللہ تعالیٰ نے بڑی نعمت عطا کی ہے

حضرت مسیح موعود کی شان بعثت!

حضرت صاحب کا دنیا میں آنا معمولی بات نہیں تم اس طرح یہاں بیٹھے ہو یہ انہیں کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ دعائیں بہت کرو اللہ تعالیٰ تم کو دوسروں تک پہونچانے کے لئے توفیق دے۔ یہ مسجد میرے نام پر بنی ہے مگر میں دیکھتا ہوں کہ کسقدر تنگ ہے اس مسجد نور کو بڑھاؤ۔ مگر نیکی کے لئے۔ اس میں مدرسہ بناؤ۔ مگر قرآن شریف کا ایک مدرسہ یہاں ہے اس کی طرف تو ہمارے دوستوں کی بھی بہت توجہ ہے گورنمنٹ بھی مدد دیتی ہے اس کے لئے ہر قسم کا سامان اور مکان بھی بن گیا ہے۔ مگر مدرسہ احمدیہ کے لئے کوئی نگرانی تک بھی نہیں

مدرسہ احمدیہ اور تعلیم الاسلام قوم کی غفلت کا نمونہ

کوئی اس طرف توجہ نہیں کرتا۔ لڑکوں کی کتابوں اور کپڑوں تک کی بھی پرواہ نہیں کرتا۔ مگر کچھ لوگ چلے آتے ہیں۔ وہ رات کے کپڑے کتاب قرآن سب سے محروم رہتے ہیں چند روز بھٹک کر تم کو بد دعائیں دیتے ہوئے چلے جاتے ہیں۔ میں چند آدمیوں سے ایک روز کہا تھا کہ اس قسم کے آوارہ لوگوں کے لئے کوئی تجویز کرو۔ انہوں نے ایک کمیٹی بھی بنائی مگر صرف مجھ کو خبر پہنچانے کے لئے کہ ہم نے کمیٹی بنائی ہے عمل کرنے کے لئے نہیں۔ دعا کرو کہ یہاں کے رہنے والوں کے دل دردمند ہوں۔ جو یہاں آئیں وہ ابتلا میں نہ آئیں + یہاں تین قسم کے طالب علم آتے ہیں۔ اول مدرسہ انگریزی کے

طلباء کی فکر کرو

طالبعلم ان کے لئے مکان کتاب ہر قسم کا انتظام ہے۔ دوسرے مدرسہ احمدیہ کے سو ان کی تعداد مدرسہ انگریزی کے مقابلہ میں بہت کم ہے مگر ان کا انتظام کچھ نہیں۔ تیسرے سب سے کم وہ جو آوارگی کے لئے یہاں آجاتے ہیں۔ تم سے کہنے کا منشاء ان کی شکایت نہیں بلکہ مدعا یہ ہے کہ تم ہمت کرو گے تو کام نکلے گا۔ حضرت صاحب کی کتابوں کی اشاعت کرو۔ ایک شخص مکان بنانا چاہتا ہے۔ اس کے لئے بھی میں کہتا ہوں۔ خدا تعالیٰ کسی کا قرضہ نہیں رکھتا۔ وہ تمہارا محتاج نہیں تم سے جو کچھ لیا جاتا ہے اس کا منشاء یہ ہے کہ تم کو نفع زیادہ حاصل ہو۔ صحابہ کرام نے جو کچھ خرچ کیا وہ اب تک واپس کیا جا رہا ہے۔ اور قیامت تک ہوتا رہے گا۔ میں تمہارے لئے دعا کر چکا ہوں۔ اور کرتا رہتا ہوں تم بھی دعاؤں کی بہت عادت ڈالو دعائیں بہت کرو۔ مگر خدا تعالیٰ کو آزمانے کے لئے دعائیں نہ کرو۔ (خطبہ ثانی قعدہ کے بعد عربی مسنونہ دعا پڑھکر فرمایا) +

یہ ایک بڑا گر ہے۔ جسقدر تم اللہ تعالیٰ کی بڑائی اور تعظیم کرو گے تمہاری تعظیم ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر رحم کرو گے۔ تو وہ تم پر رحم کرے گا۔ دعائیں بہت کیا کرو وہ قبول کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کی یاد بہت بڑی چیز ہے تم اس کے ہو جاؤ وہ تمہارا ہو جائیگا + فقط

آجکل کی سیاسی جدوجہد میں

احمدی قوم کا نصب العین

جنگ ٹرکی اور بلقان کی وجہ سے مسلمانوں میں ایک انقلاب انگیز جوش اور سرگرمی کام کر رہی ہے اور اس میں کچھ نہیں کہ حرارت اور جوش زندگی اور بیداری کے آثار ہیں۔ لیکن اگر اس قسم کے جوشوں کے وقت ضبط اور اعتدال سے کام نہ لیا جاوے اور کوئی زبردست طاقت اس پر حکومت کرنے والی نہ ہو تو اس قسم کی بیداری۔ آفاقہ الموت سے بڑھ کر نہیں ہوتی۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی کا پتہ میدان جنگ میں لگتا ہے کہ ایسی حالت میں جبکہ ہر قسم کے انتقامی جذبات اور دفاعی قوتیں ہیجان اور جوش میں ہوتی ہیں۔ آپ اپنی قوم کو حکم دیتے ہیں لَا تَعْتَدُوا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ۔ حد سے نہ بڑھو کیونکہ اللہ تعالیٰ حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ یہ آواز اور حکم دوسروں پر اثر کرتی ہے۔ اور گھمسان کی لڑائی میں بھی وہ فدائیوں کی جماعت اعتدال اور میزان کو ہاتھ سے نہیں دیتی۔ اس کی وجہ صرف ایک ہی ہے۔ کہ وہ آواز جس قلب اور زبان سے نکلی ہے وہ اپنے اندر جذب و اثر کی قوتیں رکھتا ہے۔ اور اسی کی آواز پر کوئی دوسری آواز مخالفت کرنے کا اقدام نہیں کر سکتی۔ لیکن اسوقت عام طور پر (احمدی جماعت کے ماسوا) مسلمانوں کے اندر وہ قوت اور اثر رکھنے والا وجود کونسا ہے جو ایک آواز سے تمام جوشوں کو سرد اور فرو کر دیگا۔ اس واسطے اس وقت یہ جوش اور سرگرمی بجائے مفید ہونے کے خطرناک پہلو اسانی سے اختیار کر سکتی ہے۔ بدقسمتی سے مسلمانوں نے حضرت حجت امام کے روزانہ عمل نمونہ کو دیکھ کر بھی اس حریت کے دور جدید میں آگے بڑھنے کی پالیسی کو مفید سمجھا ہے اور یہ سبق انہوں نے یورپ ہی سے سیکھا ہے۔ مگر میرے خیال میں یہ سبق ہمارے لئے مفید نہیں ہے مسلمانوں کا کوئی کام بجز بدون اعتصام بحبل اللہ کے سوا نہیں ہونا چاہیئے [illegible] اور ان سے [illegible] کہ وہ اپنا مسلمہ لیڈر اور رہنما [illegible] پولیٹیکل عصبیت نے ان لیڈروں کو مسلمانوں کا دشمن صدارت سے [illegible] دشمنی اس وقت تک نہیں جا سکتی جب تک پوری سچ نہیں کہ ہزہائینس اعلیٰ [illegible] داری کے ساتھ اپنے پر دو صدیاں گذار کشتی کے ناخدا اور مسلمانوں کے [illegible] کہ حد جو کامیابی پر اپنی موجودہ غریب اور نادار قوم کا روپیہ جن کی نمائیش استہ ہی اب ظاہر نہایت فیاضی سے خرچ کیا جاتا تھا۔ آج اسی اعلیٰ اللہ سے ایک بات نکلتی ہے۔ قبل اس کے کہ اس کے مختلف پہلوؤں پر تدین سے نظر ہو تی ہر طرف سے اس پر اظہار ملامت و نفرین کی صدائیں بلند ہوتی ہیں۔ اور پبلک جلسوں میں نفرین کرنے والے اپنے اظہار نفرت پر فخر کرتے ہیں میں ابھی آغا صاحب کی رائے کے متعلق اپنی رائے کا اظہار نہیں کرتا بلکہ صرف یہ دکھاتا ہوں۔ کہ مسلمانوں کی حالت آج کل کیا ہو رہی ہے اور یہ کیوں؟ اس لئے اور صرف اسلئے کہ انکا کوئی ھادی اور امام نہیں جس کے سامنے ان کی آوازیں ختم ہو جائیں اور اسکی رائے اور مشورہ میں تمام رائیں اور مشورہ جذب ہو جائیں۔ ایسی جمہوریت کسی صورت میں بھی خطرہ سے خالی نہیں۔ مسلمان نئی روشنی کے نوجوان اسکو بیداری کے آثار کہیں اسکا نام زندگی کی روح رکھیں۔ مگر میں تو اس کو ایک

تم نے کچھ سنا ہے اپنے گذشتہ امام سے سنا ہے اور اس کی پاک تصانیف میں دیکھا ہے۔ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ

وصیت الحق اور تبلیغ کا طریق

دوسروں کو جذب کرو جذب نہ ہو

پاک تعلیم یعنی حق کو دوسری جگہ پہنچاؤ۔ بہت سے لوگ ہم کو ملنا چاہتے ہیں اور ہم سے محبت اور اخلاص چاہتے ہیں۔ مگر ایمان کے حاصل کرنے اور ایمان کے مطابق مسلمانوں کے کام کرنے اور پھر دوسروں تک پہنچانے میں مثال ہیں بہت سے لوگ یہاں بھی آتے ہیں اور مجھ سے ملتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر آپ ہم سے بالکل مل جائیں تو ہم آپ کے ہو جاتے ہیں میں نے کہا جبکہ تم ہماری تعلیم پر عمل کرنے سے جی چراتے ہو تو پھر ہم تم ایک کیسے ہو سکتے ہیں یہ سن کر شرمندہ ہو کر چلے جاتے ہیں۔ یہ سب کے سب منافق الطبع لوگ ہوتے ہیں ایسے منافق بنتا ہم یہ سب ہم کو دھوکا دینا چاہتے ہیں تم حق کو پہونچاؤ۔ اور حق کے پہونچانے میں علم و حکمت و عاقبت اندیشی سے کام لو۔ جو عاقبت اندیشی سے کام نہیں لیتے وہ بعض اوقات ایسے الفاظ کہدیتے ہیں۔ جن سے بڑا نقصان ہوتا ہے۔ کسی شخص نے مجھکو خط لکھا۔ کہ میں نے ایک شخص سے کہا کہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں میرے لئے دعا کرنا۔ ایک احمدی نے سنکر کہا کہ مکہ مدینہ کا کیا کوئی الگ خدا ہے۔ اس پر اس شخص کو بڑا ابتلا پیش آیا اگر نرمی سے کہا جاتا تو نتیجہ خطرناک نہ ہوتا۔ اس طرح کہ مکہ مدینہ بیشک قبولیت دعا کے مقام ہیں پھر کہتا ہوں کہ خدا یہاں بھی ہے۔ وہاں بھی ہے تم دونوں جگہ دعا مانگو جیسے یہاں بھی دعا ضرور مانگو۔ خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میرے خسر سے کہا تھا کہ میرے لئے عرفات میں دعا کرنا۔ میرے خسر کا بیٹا جو ان کے ہمراہ حج میں موجود تھا۔ اب موجود ہے وہ کہتا ہے کہ میرے باپ نے عرفات میں دعا مانگی اور میں آمین آمین کہتا جاتا تھا۔ مگر انسان سے اس قسم کی غلطیاں ہو جاتی ہیں۔ ان غلطیوں کے دور کرنے کے لئے میں نے کہا تھا کہ تین مہینہ میں قرآن شریف پڑھا سکتا ہوں۔ بشرطیکہ پانچ سات آدمیوں کی ایک جماعت ہو قرآن کے لئے بھی دعا مانگنی چاہیئے اور متقی بننا چاہیئے وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ۔ جو تقویٰ اختیار کرتا ہے اس کو خدا سکھاتا ہے۔ قرآن پڑھو۔ سیکھو اس کے علم میں ترقی کرو۔ اس پر عمل کرو قرآن سے تم کو محبت ہو۔ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ حق کے پہونچانے میں کچھ تکلیف ضرور ہوتی ہے۔ اس تکلیف کو برداشت کرنے کے لئے دوسرے کو صبر سکھاؤ۔ اور خود بھی صبر کرو۔ یہ سورہ اگر تم نے سمجھ لی ہے تو دوسروں کو بھی سمجھاؤ اور برکت پر برکت حاصل کرو۔ میں چاہتا ہوں کہ تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرو اس کے ملائکہ سے نبیوں اور رسولوں سے محبت کرو۔ اور کسی کی بے ادبی نہ کرو۔ تم کو اللہ تعالیٰ نے بڑی نعمت عطا کی ہے

حضرت مسیح موعود کی شان بعثت!

حضرت صاحب کا دنیا میں آنا معمولی بات نہیں تم اس طرح یہاں بیٹھے ہو یہ انہیں کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ دعائیں بہت کرو اللہ تعالیٰ تم کو دوسروں تک پہونچانے کے لئے توفیق دے۔ یہ مسجد تیرے نام پر بنی ہے مگر میں دیکھتا ہوں کہ کسقدر تنگ ہے اس مسجد نور کو بڑھاؤ۔ مگر نیکی کے لئے۔ اس میں مدرسہ بناؤ۔ مگر قرآن شریف کا ایک مدرسہ یہاں ہے اس کی طرف تو ہمارے دوستوں کی بھی بہت توجہ ہے گورنمنٹ بھی مدد دیتی ہے اس

مدرسہ احمدیہ اور تعلیم الاسلام

قوم کی غفلت کا نمونہ

کے لئے ہر قسم کا سامان اور مکان بھی چاہیئے۔ مگر مدرسہ احمدیہ کے لئے کوئی نگرانی تک بھی نہیں کوئی اس طرف توجہ نہیں کرتا۔ لڑکوں کی کتابوں اور کپڑوں تک کی بھی پرواہ نہیں کرتا۔ مگر کچھ لوگ چلے آتے ہیں۔ وہ رات کے کیڑے کتاب قرآن سب سے محروم رہتے ہیں چند روز جھگ کر تم کو بد دعائیں دیتے ہوئے چلے جاتے ہیں۔ میں نے چند آدمیوں سے ایک روز کہا تھا کہ اس قسم کے آوارہ لوگوں کے لئے کوئی تجویز کرو۔ انہوں نے ایک کمیٹی بھی بنائی مگر صرف مجھ کو خبر پہنچانے کے لئے کہ ہم نے کمیٹی بنائی ہے عمل کرنے کے لئے نہیں۔ دعا کرو کہ یہاں کے رہنے والوں کے دل دردمند ہوں۔ جو یہاں آئیں وہ ابتلا میں نہ آئیں+ یہاں تین قسم کے طالب علم آتے ہیں۔ اول مدرسہ انگریزی کے

طلباء کی فکر کرو

طالبعلم ان کے لئے مکان کتاب ہر قسم کا انتظام ہے۔ دوسرے مدرسہ احمدیہ کے لئے ان کی تعداد مدرسہ انگریزی کے مقابلہ میں بہت کم ہے مگران کا انتظام کچھ نہیں۔ تیسرے سب سے کم وہ جو آوارگی کے لئے یہاں آجاتے ہیں۔ تم سے کہنے کا منشاء ان کی شکایت نہیں بلکہ مدعا یہ ہے کہ تم ہمت کروگے تو کام نکلے گا۔ حضرت صاحب کی کتابوں کی اشاعت کرو۔ ایک شخص مکان بنانا چاہتا ہے۔ اس کے لئے بھی میں کہتا ہوں۔ خدا تعالیٰ کسی کا قرضہ نہیں رکھتا۔ وہ تمہارا محتاج نہیں تم سے جو کام لیا جاتا ہے اس کا منشاء یہ ہے کہ تم کو نفع زیادہ حاصل ہو۔ صحابہ کرام نے جو کچھ خرچ کیا وہ اب تک واپس کیا جا رہا ہے۔ اور قیامت تک ہوتا رہے گا۔ میں تمہارے لئے دعا کر چکا ہوں۔ اور کرتا رہتا ہوں تم بھی دعاؤں کی بہت عادت ڈالو دعائیں بہت کرو۔ مگر خدا تعالیٰ کو آزمانے کے لئے دعائیں نہ کرو (خطبہ ثانی قعدہ کے بعد عربی مسنونہ دعا پڑھ کر فرمایا)+

یہ ایک بڑا گُر ہے۔ جسقدر تم اللہ تعالیٰ کی بڑائی اور تعظیم کروگے تمہاری تعظیم ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر رحم کروگے۔ تو وہ تم پر رحم کرے گا۔ دعائیں بہت کیا کرو وہ قبول کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کی یاد بہت بڑی چیز ہے تم اس کے ہو جاؤ وہ تمہارا ہو جائیگا+ (نقط)

آجکل کی سیاسی جدوجہد میں

احمدی قوم کا نصب العین

جنگ ٹرکی اور بلقان کی وجہ سے مسلمانوں میں ایک انقلاب انگیز جوش اور سرگرمی کام کر رہی ہے اور اس میں کچھ نہیں کہ حرارت اور جوش زندگی اور بیداری کے آثار ہیں۔ لیکن اگر اس قسم کے جوشوں کے وقت ضبط اور اعتدال سے کام نہ لیا جاوے اور کوئی زبردست طاقت اس پر حکومت کرنے والی نہ ہو تو اس قسم کی ہیجان آرائی۔ آفاقہ الموت سے بڑھ کر نہیں ہوتی۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی کا پتہ میدان جنگ میں لگتا ہے کہ ایسی حالت جبکہ ہر قسم کے انتقامی جذبات اور دفاعی قوتیں ہیجان اور جوش میں ہوتی ہیں۔ آپ اپنی قوم کو حکم دیتے ہیں لَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ۔ حد سے نہ بڑھو کیونکہ اللہ تعالیٰ حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ یہ آواز اور حکم دوسروں پر اثر کرتی ہے۔ اور گھمسان کی لڑائی میں بھی وہ قدوسیوں کی جماعت اعتدال اور میزان کو ہاتھ سے نہیں دیتی۔ اس کی وجہ صرف ایک ہی ہے۔ کہ وہ آواز جس قلب اور زبان سے نکلی ہے وہ اپنے اندر جذب و اثر کی قوتیں رکھتا ہے۔ اور اس کی آواز پر کوئی دوسری آواز مسابقت کرنے کا اقدام نہیں کر سکتی۔ لیکن اسوقت عام طور پر (احمدی جماعت کے ماسوا) مسلمانوں کے اندر وہ قوت اور اثر رکھنے والا وجود کون سا ہے جو ایک آواز سے تمام جوشوں کو سرد اور منجمد کر دیگا۔ اس واسطے اس وقت یہ جوش اور سرگرمی بجائے مفید ہونے کے خطرناک پہلو آسانی سے اختیار کر سکتی ہے۔ بدقسمتی سے مسلمانوں نے حضرت مسیح امام کے روزانہ عملی نمونہ کو دیکھ کر بھی اس حریت کے دور جدید میں آگے بڑھنے کی ترکیبیں کو مفید سمجھا ہے اور یہ سبق انہوں نے یورپ ہی سے سیکھا ہے۔ مگر میرے خیال میں یہ سبق ہمارے لئے مفید نہیں ہے مسلمانوں کا کوئی کام بھی بدون اعتصام بحبل اللہ کے روا نہیں ہونا چاہیئے تھا۔ لیکن آج انکی یہ حالت ہے کہ کل جس شخص کو وہ اپنا مسلمہ لیڈر اور رہنما سمجھتے تھے اس کی کوئی ادا ناپسند ہونے پر اس کو اس تخت صدارت سے اتار کر جوتیوں کی صف میں گرا رہے ہیں۔ کیا یہ سچ نہیں کہ ہز ہائینس آغا خان بالقابہ جو کل تک یونیورسٹی کی کشتی کے ناخدا اور مسلمانوں کے لئے خضر راہ سمجھے جاتے تھے غریب اور نادار قوم کا روپیہ جن کی نمائش اور آؤبھگت میں نہایت فیاضی سے خرچ کیا جاتا تھا۔ آج اسی آغا خان کے منہ سے ایک بات نکلتی ہے۔ قبل اس کے کہ اس کے مختلف پہلوؤں پر ٹھنڈے دل سے نظر ہوتی ہر طرف سے اس پر اظہار ملامت و نفرین کی صدائیں بلند ہوتی ہیں۔ اور پبلک جلسوں میں نفرین کرنے والے اپنے اظہار نفرت پر فخر کرتے ہیں میں ابھی آغا صاحب کی رائے کے متعلق اپنی رائے کا اظہار نہیں کرتا بلکہ صرف یہ دکھاتا ہوں۔ کہ مسلمانوں کی حالت آج کل کیا ہو رہی ہے اور یہ کیوں؟ اس لئے اور صرف اسلئے کہ انکا کوئی ہادی اور امام نہیں جس کے سامنے ان کی آوازیں ختم ہو جائیں اور اسکی رائے اور مشورہ میں تمام رائیں اور مشورہ جذب ہو جائیں۔ ایسی جمہوریت کسی صورت میں بھی خطرہ سے خالی نہیں۔ مسلمان نئی روشنی کے نوجوان اسکو بیداری کے آثار کہیں۔ اسکا نام زندگی کی تڑپ رکھیں مگر میں تو اس کو ایک

مہلک سپرٹ سمجھتا ہوں۔ کوئی جوش کوئی بیداری مفید نہیں ہوسکتی جب تک کہ وہ کسی ضابطہ اور اصل کے ماتحت نہ ہو۔ اسلام نے اسکی تعلیم نہیں دی۔ اسلام مشورہ کی صلاح دیتا ہے لیکن مشورہ کے بعد مامور یا اس کے جانشینوں کو اذا عزمت فتوکل علی اللہ العزیز کا ارشاد بھی سناتا ہے چونکہ مسلمان اپنا کوئی لیڈر نہیں کہتے۔ اور جن سیاسی لیڈروں کو وہ لیڈر قرار دیتے ہیں ان کے لیڈر گروہ لوگ ہیں جو اپنی رائے اور منشاء کے ماتحت لیڈروں کو گھسنا چاہتے ہیں۔ ایسے خود ساختہ لیڈر کوئی کام نہیں کرسکتے۔ لیڈر وہی ہوتا ہے جسکو خدا تعالیٰ اس مقصد کے لئے منتخب کرے۔ اور وہ صرف احمدی قوم کو حاصل ہے والحمد للہ علیٰ ذالک۔

اس لئے ایسی حالت میں کہ مسلمانوں میں سیاسی گتھیاں سلجھانے کے بہت سے مدعی پیدا ہو رہے ہیں یا پیدا کئے جا رہے ہیں احمدی قوم کو اپنا نصب العین نہیں بھولنا چاہیئے۔ ملک میں جب ایک قسم کی ہوا چلتی ہے تو اکثر لوگ اس سے متاثر ہو جاتے ہیں اسی طرح پر آجکل پولیٹیکل (سیاسی) جد وجہد بھی ایک مرض متعدی کی طرح ہو رہی ہے ہمارے امام اور اس کے جانشین امام نے اپنی قوم کو کبھی یہ سبق نہیں دیا کہ وہ سیاسی امور میں حصہ لیں +

میں اس پر انشاء اللہ العزیز وقتاً فوقتاً کھولکر لکھنا چاہتا ہوں۔ اور جو کچھ لکھونگا وہ انشاء اللہ العزیز حضرت امام کے ملاحظہ کے بعد شایع کرونگا۔ اس طرح پر جو آرٹیکل اس سلسلہ میں شایع ہوں گے ان کے متعلق یہ کہنا بالکل درست ہوگا کہ وہ سلسلہ کے امام کی منظوری سے شایع ہوتے ہیں۔

احمدی قوم کے امام نے اپنی قوم کو دین پر دنیا کو مقدم کرنیکا عہد نہیں لیا بلکہ دنیا پر دین کو مقدم کرنیکا عہد لیا یہ عہد بتاتا ہے کہ سیاسیات میں دخل دینے کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں۔ ہم کو اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل اور حکمت سے تاج برطانیہ کے ماتحت رکھا جو آزادی جو امن اور اشاعت تبلیغ کی سہولتیں ہمیں اس سلطنت کے ماتحت حاصل ہیں وہ کسی بھی اسلامی سلطنت میں میسر نہیں۔ واقعات اس کے گواہ ہیں۔ اگر کوئی اسلامی سلطنت اس امر کو گوارہ کرسکتی تو صاحبزادہ عبد اللطیف اور مولوی عبد الرحمٰن صاحب شہید کابل کو اپنے خون سے کابل کے سنگلاخوں میں اعلان احمدیت نہ کرنا پڑتا۔ یہ ایک صداقت ہے جس کا ابطال نہیں ہوسکتا۔ یہ امر نہایت دکھتی دل کیساتھ ظاہر کیا جاتا ہے کہ ہمارے مسلمان بھائی تو برادران وطن کا شکوہ کیا کرتے ہیں مگر احمدی قوم کو لا یومن احد کم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ کے مدعی مسلمانوں سے جو دکھ دیا ہے اسکی نظیر نہیں ملتی۔

ابھی ابھی معلوم ہوا ہے کہ ہماری جماعت کو چار سدہ کی تحصیل اور [illegible] کے بعض مقامات میں [illegible] دکھ دیا جاتا ہے۔ [illegible] سے کہ یہ احباب حال [illegible] جو آج مسلمانوں کی پولیٹیکل کٹھن سکر ناخواندہ ہو رہے ہیں وہ اپنے اثر سے ان تکلیفات کو کم کریں احمدی قوم کا اصل قصور تو یہ ہے کہ وہ کسی خونی مہدی اور خونی مسیح کی منتظر نہیں بلکہ وہ اس شخص مہدی کو مان چکی ہے۔ خدا کے لئے رحم کرو سال ہم گذشتہ سے یہ توقع کرسکتے ہیں کہ وہ ان مظلوموں کی حمایت کیلئے اٹھیں گی اور انہیں ان تکلیفوں سے نجات دیں گے ہیں

اپنے فرض کو ادا کریگی۔ اسی لئے میں اس موقعہ پر صوبہ سرحدی کی گورنمنٹ کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنی غریب اور امن پسند احمدی رعایا کی خبرگیری کرے اور انہیں ان مظالم سے نجات دلوا دے +

اس میں شک نہیں کہ اس وقت ٹرکی اور بلقان کی جنگ کیوجہ سے مسلمانان عالم کی ہمدردی جوش میں ہے اور مسلمانان ہند بھی اس سے متاثر ہیں۔ یہ مبارک کوشش ہے۔ ہمدردی اور اخوت کے جذبات میں نشوونما اور تحریک بابرکت چیز ہے لیکن یہ اسی وقت مفید ہو سکتی ہیں جب شرایع اسلام کے ماتحت ہو۔ مجرد ہمدردی تو طبعی رنگ میں جانوروں میں بھی پائی جاتی ہے اسلئے ایسا نہیں ہونا چاہیئے کہ ہمدردی کے رنگ میں رنگین ہوتے ہوئے وفاداری اور اطاعت اولوالامر کے قلعہ سے ہم نکل جائیں۔ پس یہ کبھی جائز نہیں کہ ایک اخلاقی قوت کے نشوونما میں ہم امر الٰہی کو توڑ ڈالیں اور دوسری اخلاقی طاقتوں کو کچل ڈالیں۔

غرض ہمارے امام نے اپنی قوم سے یہ عہد لیکر کہ دین کو دنیا پر مقدم کرونگا یہ بتا دیا تھا کہ سیاسی جنگلوں کی خاردار جھاڑیوں میں اس وقت الجھنا ہمارا کام نہیں چنانچہ اپنی زندگی میں اس نے کبھی کسی پولیٹیکل امر کے متعلق اپنی قوم کو کسی دوسری قوم سے شمولیت کی ترغیب نہیں دلائی یہاں تک کہ ایک موقعہ پر اس نے مسلم لیگ کے متعلق بھی اپنی پسندیدگی کا اظہار نہ فرمایا اسکی وجہ صرف یہی تھی کہ وہ قوم میں روحانیت اور مذہبی زندگی پیدا کرنا چاہتا تھا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے اس امام کے ذریعہ قوم میں سیاسی جذبہ پیدا کرنا مقصود کیا ہوتا۔ تو اسے تیر و تبر کے ساتھ آنا چاہیئے تھا۔ اس نے آکر اعلان کیا کہ خونی مہدی اور خونی مسیح کے خیالات بالکل اور سراسر غلط ہیں آنیوالا مہدی اور مسیح شہزادہ امن ہے۔ جب سے اس نے خدا تعالیٰ کے حکم اور منشاء کے ماتحت قلم اٹھایا انہیں صداقتوں کو قوم اور دنیا کے سامنے پیش کیا۔ وہ ہر ایسی تحریکوں سے الگ رہا۔ جن میں کسی بھی قسم کی پولیٹیکل تحریک تھی۔ اس کے بعد اس کا جانشین اور خلیفہ اسی روش پر آج تک چل رہا ہے اور قوم کو لے جا رہا ہے۔ ابھی چند روز کی بات ہے کہ کلکتہ کے ایک جلسہ میں شمولیت کے لئے اسے دعوت آئی مگر آپ نے صاف الفاظ میں اسکا جواب دیا کہ یہ ہماری طرز کے خلاف ہے۔ یہ وہی جلسہ ہے جسکے کوائف نہایت جوش کے ساتھ اخبارات میں شایع ہو رہے ہیں۔ ایسا ہی آپ نے اپنے عہد خلافت کے پہلے ہی سال ایک فرمان جاری کیا۔ جس میں آپ نے کھلے اور صاف الفاظ میں اپنی جماعت کو ہدایت کی کہ اتباع قرآن و اتباع نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم و اتباع صحابہ کرام کو نہ چھوڑو۔ وہ فرمان حسب ذیل ہے :-

وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ ۔ اس وقت میں اپنی تمام جماعت کو ایک ضروری امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ اس سلسلہ کے بانی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کا ایک ضروری جزو گورنمنٹ کی وفاداری تھی۔ یہاں تک کہ کوئی کتاب آپ کی ایسی نہیں جس میں یہ اصطلاحات پر زور نہیں دیا گیا۔ آپ نے نہ صرف اپنی جماعت کو عام طور پر گورنمنٹ کے احسان اور اسی کی برکات یاد دلا کر یہ نصیحت کی تھی کہ وہ اس گورنمنٹ کی دل و جان سے وفادار اور ہر حال میں خدمت کے لئے تیار ہیں۔ جیسا کہ تعلیم قرآنی هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ کا منشاء ہے۔ بلکہ اپنی اس تعلیم سے کہ جہاد اور غازی مہدی کے آنے کا عقیدہ جو ایک دوسرے سے موید ہیں۔ دونوں سراسر تعلیم الاسلام کے خلاف ہیں۔ اس سلسلہ میں شامل ہونے والوں کے دلوں کو ہر ایک قسم کے بغاوت اور فساد و شر کے خیالات سے پاک کر دیا تھا۔ ایسا ہی سال گذشتہ میں جب اس ملک کے بعض اطراف میں بعض لوگوں نے فساد اور بغاوت کے خیالات پھیلانے شروع کئے۔ تو اس وقت بھی ہمارے امام نے پر زور الفاظ میں ساری جماعت کو یہ نصیحت کی کہ وہ گورنمنٹ کی وفاداری پر ثابت قدم رہیں۔ اور نہ صرف ایسے لوگوں کے ساتھ جو گورنمنٹ کے خلاف لوگوں کو اکساتے ہیں شامل نہ ہوں بلکہ حتی الوسع اپنے دوسرے وطنی بھائیوں کے ان غلط اور مفسدانہ خیالات کی اصلاح کی کوشش کریں۔ چنانچہ ۷ مئی ۱۹۰۷ء کے اشتہار میں جو عنوان

"ہماری جماعت کیلئے ضروری نصیحت"

شایع فرمایا تھا۔ آپ نے یہ تحریر فرمایا تھا کہ "چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ ان دنوں میں بعض جاہل اور شریر اکثر ہندوؤں اور کچھ مسلمانوں میں سے گورنمنٹ کے مقابل پر ایسی ایسی حرکتیں ظاہر کرتے ہیں۔ جن سے بغاوت کی بو آتی ہے۔ بلکہ مجھے شک ہوتا ہے کہ کسی وقت باغیانہ رنگ ان کی طبایع میں پیدا ہو جائیگا۔ اس لئے میں اپنی تمام جماعت کے لوگوں کو جو مختلف مقامات پنجاب اور ہندوستان میں موجود ہیں۔ جو بفضلہ تعالیٰ کئی لاکھ تک اس کا شمار پہونچ گیا ہے نہایت تاکید سے نصیحت کرتا ہوں کہ وہ میری اس تعلیم کو خوب یاد رکھیں جو قریباً ۲۶ برس سے تقریری اور تحریری طور پر ان کے ذہن نشین کرتا چلا آیا ہوں۔ یعنی یہ کہ اس گورنمنٹ انگریزی کی پوری اطاعت کریں۔ کیونکہ وہ ہماری محسن گورنمنٹ ہے" اور پھر اسی اشتہار میں آگے چلکر یوں تحریر فرمایا تھا "سو یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ ایسا شخص میری جماعت میں داخل نہیں رہ سکتا۔ جو اس گورنمنٹ کے مقابلہ پر کوئی باغیانہ خیال دل میں رکھے اور میرے نزدیک یہ سخت بد ذاتی ہے کہ جس گورنمنٹ کے ذریعہ سے ہم ظالموں کے پنجہ سے بچائے جاتے ہیں اور اس کے زیر سایہ ہماری جماعت ترقی کر رہی ہے۔ اس کے احسان کے ہم شکرگذار نہ ہوں"

اس تعلیم کے ہوتے ہوئے مجھے ضرورت نہ تھی کہ میں کچھ لکھتا مگر اس وقت بعض اور ایسے واقعات پیش آگئے ہیں کہ حضرت امام کی اس تعلیم کی یاد دہانی میں ضروری سمجھتا ہوں۔ اس وقت بنگال میں اسی بغاوت نے جس کے متعلق حضرت امام نے فکر ظاہر کیا تھا۔ بمب سازی نے منظم [illegible] رنگ اختیار کیا ہے اور بعض شریر اور مفسد لوگوں نے بعض جوشیلے مگر کم عقل نوجوانوں کو ساتھ ملا کر ملک میں بد امنی اور بد عملی پھیلانی چاہی ہے مگر خوش قسمتی سے اس جابر گورنمنٹ نے وقت پر

اطلاع پاکر مفسدوں کو گرفتار کرلیا ہے۔

ان مفسد لوگوں کی کارروائیوں کو ہم سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور مجھے یقین ہے کہ یہ جماعت جس کے امام نے گورنمنٹ کے مقابلہ پر کسی باغیانہ خیال کے دل میں جگہ دینے کو سخت ترین بدذاتی قرار دیا ہے بلکہ ایسے شخص کو جماعت سے خارج کیا ہے۔ تمام مفسدین کی کارروائیوں کو اسی طرح نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ پھر بھی میں اپنی جماعت کو جس نے میرے ہاتھ پر بیعت کی ہے یہ تاکید اور نصیحت کرتا ہوں اور خصوصاً جماعت کے اس حصہ کو جو بنگال میں رہتے ہیں کہ وہ ایسے تمام مفسد لوگوں کی صحبت سے اجتناب کریں۔ بلکہ جس شخص کے خیالات میں کچھ بھی بغاوت اور فساد کی بو آتی ہو اس سے قطع تعلق کریں۔ اور حتی الوسع ایسے مفسد لوگوں کے خیالات گورنمنٹ کے نوٹس میں لانے کی کوشش کریں اور جہاں تک ہوسکے اس گورنمنٹ کی خدمت کو اپنی عین سعادت سمجھیں۔

ایک اور امر بھی اس جگہ ذکر کرنے کے قابل ہے " آجکل بہت سے اخبارات نے یہ رویہ اختیار کر رکھا ہے۔ کہ وہ باغیانہ یا مفسدانہ خیالات کو پھیلاتے اور پبلک کو گورنمنٹ یا اس کے معزز یوروپین افسروں کے خلاف اکساتے رہتے ہیں میں اپنی جماعت کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ وہ ایسے اخباروں کو ہرگز نہ خریدیں۔ اور نہ پڑھیں "۔

اور نہ ہی ایسے لوگوں کے ساتھ جو اس قسم کے جرائم کے بدلے سزایاب ہوتے ہیں کسی قسم کی ہمدردی کا کوئی اظہار نہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ ایسی ہمدردی ایک قسم کا ظلم ہے جو لوگ خیال کرتے ہیں کہ مفسدانہ خیالات کے پھیلانے کا جرم کوئی بڑا جرم نہیں۔ وہ سخت غلطی کرتے ہیں۔ گورنمنٹ کے خلاف لوگوں کو اکسانا اور مفسدانہ خیالات کی اشاعت کرنا صرف گورنمنٹ کے خلاف کارروائی ہے بلکہ اس کا برا اثر عام طور پر پبلک کے امن پر پڑتا ہے اور جو لوگ ایسے مفسدانہ خیالات کو پھیلاتے ہیں۔ وہ ملک کیساتھ بھلائی نہیں کرتے بلکہ وہ در اصل اپنے ہم وطنوں سے دشمنی کرتے ہیں۔

پھر یاد رکھو کہ بعض سوسائٹیاں قرآن کریم کی تعلیم کے خلاف ہیں۔ قرآن میں ہے انما النجوی من الشیطان اور فرمایا یاایھا الذین امنوا اذا تناجیتم فلا تتناجوا بالاثم والعدوان ومعصیت الرسول وتناجوا بالبر والتقوی۔ یہ صریح احکام قرآن کریم ہیں اور ہر ایک مسلمان ان صریح احکام کا پابند ہونا چاہیئے! نیز یاد رکھو! کہ ہمارے نبی کریم جو ہمارے حقیقی مطاع و مقتدا ہیں صلے اللہ علیہ وسلم آپنے عملی طور پر مختلف گورنمنٹوں میں رہکر صحابہ کرام کو مکہ معظمہ کے بے قانون شہر و ملک میں کیسے تیرہ برس بسر کئے۔ کہ عقل حیران ہوتی ہے۔

اور جب دیکھا کہ صحابہ کرام پر طاقت سے زیادہ تکالیف پڑتے اور بڑھتے جاتے ہیں اور ایذائیں ناقابل برداشت ہیں۔ تو آپ نے صحابہ کرام کو ارشاد فرمایا کہ ملک حبشہ میں جہاں کا بادشاہ عیسائی تھا ہجرت کرو۔ اس میں ایک مخفی راز بھی تھا۔ کہ میری قوم کو کسی نہ کسی وقت عیسائی سلاطین کے ماتحت

رہنا پڑیگا۔ اُس وقت مسیحی سلطنت کے ماتحت اس طرح رہیں۔ جس طرح صحابہ کرام اس ہے کے مسیحی بادشاہ کے ماتحت رہے۔

پس ہمارے اس سلطنت کے ماتحت رہنے کا نمونہ صحابہ کرام موجود ہیں جس طرح وہ ... میں رہے۔ اُسی طرح تم ہندوستان میں رہو۔ یہ بات ہمیشہ رکھو! کہ ہمارے امام صاحب کس طرح بلا کسی طمع اور غرض کے اپنی اسی کتابوں میں ہم کو تعلیم کر گئے ہیں۔ اس کی خلاف ورزی ہرگز مت کرو۔ اتباع قرآن واتباع نبی کریم واتباع صحابہ کرام کو نہ چھوڑو۔

(نور الدین)

اس فرمان سے جو ہماری قوم کے لئے ایک **ہدایت نامہ** ہے۔ ایسی جماعتوں سے احتراز کی تعلیم صاف ہے۔

اس وقت ٹرکی کی **حمایت** اور **ہمدردی** کا وہ جوش جو کسی امام کے اشارہ یا ہدایت کے نیچے نہیں ہے بڑھ رہا ہے اور **بائیکاٹ** وغیرہ کی تعلیم اور بعض غلطکار **جہاد** بالنفس کی ضرورت ظاہر کر رہے ہیں۔ اس قسم کی تعلیمات کے ساتھ **احمدی قوم** کو کوئی تعلق نہیں ہے جہاں تک سلسلہ کی تعلیم کو پڑھا ہے اور بحمد للہ سمجھ کر پڑھا ہے میں اپنے تمام دوستوں کو آگاہ کرتا ہوں۔ کہ وہ اس ہوا کے اثر سے اپنے آپ کو متاثر ہونے سے بچائیں۔ یہ بالکل ظاہر امر ہے کہ ٹرکی کے متعلق کیا کسی بھی مصیبت زدہ انسان کی **ہمدردی** اور غمخواری کے متعلق صحیح طریق ہمدردی کو اختیار کرنا ہمارا شیوہ ہے وہ لوگ ہمارے سلسلہ سے ناواقف اور ہمارے مقاصد سے جاہل ہیں جو بعض اوقات کہتے ہیں کہ ہمیں ٹرکی سے ہمدردی نہیں۔ ہمیں ٹرکی سے ہمدردی ہے اور سچی ہمدردی ہے۔ لیکن اس ہمدردی میں ہم کوئی ایسا طریق اختیار کرنے کی تائید میں نہیں جو قرآن کریم کی تعلیم اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کے خلاف ہو۔ اور پھر اس ... جسکی تعلیم حضرت مسیح موعود نے نہ دی ہو دوسرے مسلمانوں کو صحیح مشورہ دینا ہمارا کام ہے۔ ان کو منوا دینا یا اس پر عمل کرا دینا ہمارے اختیار سے باہر ہے۔ لیکن احمدی قوم جو ایک امام کے ماتحت ہے اس کو امام کے منشاء اور تعلیم سے آگاہ کر کے ایک قوی اثر ڈالنا ہمارے احاطہ اختیار کے اندر ضرور ہے اس لئے احمدی قوم کو سیاسیات کے خاردار جنگل میں داخل ہو کر لہولہان ہونے کی ضرورت نہیں۔ جیسا کہ پہلے دن سے ہم انہیں مشورہ دیتے آئے ہیں۔ وہ دعاؤں سے۔ اور اپنے اموال سے اپنے بھائیوں کی مدد کریں لیکن ان جوش انگیز اور عارضی تحریکات میں حصہ لینے سے پرہیز کریں۔ جو بدقسمتی سے بعض لوگ قوم میں پیدا کر رہے ہیں اور خدا کا شکر ہے کہ احمدی جماعت اس وقت تک ان میں شامل نہیں ہے مجھے تعجب ہے کہ جس بائیکاٹ کے ہتھیار کو آج مسلمانوں کو اختیار کرنے کی صلاح ہمارے جوشیلے مدبر دے رہے ہیں۔ یہی ہتھیار جب ہندوؤں نے اپنے ہاتھ میں لیا تو ان مدبران قوم کو اس میں بغاوت کے کیڑے نظر آتے تھے۔ مگر آج اسی منہ سے وہ اعلان کر رہے ہیں کیا آج ان بغاوت کے کیڑوں کو محض اس وجہ سے ہلاک شدہ سمجھتے ہیں کہ یہ ہتھیار اب مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے؟

بائیکاٹ کا طریق ہمارے امام نے کبھی پسند نہیں کیا اور اس کو قرآن کریم کے احکام کے صریح خلاف قرار دیا ہے اللہ تعالےٰ نے جہازوں کے ذریعہ ممالک غیر سے اسباب کے آنے کو محل انعام میں بیان کیا ہے۔ لیکن اگر ہم اُن کو بائیکاٹ کرتے ہیں۔ تو گویا کافر نعمت ہیں۔ پس یہ محض فضول اور لغو باتیں ہیں۔ اور جہلاء کے خیالات کو پراگندہ کرنا ہے۔ ایسا ہی گورنمنٹ کو اس قسم کی دھمکیاں دینا کہ اگر وہ ٹرکی کی **حمایت** کے خیالات کو مد نظر نہ رکھے گی تو مسلمانوں کے دل سے اپنی عظمت کو کھو دیگی ایک قسم کی فضول حرکات ہیں۔ ہمارے دل میں گورنمنٹ کی عظمت اور **تاج برطانیہ** کے ساتھ **وفاداری اور ارادت کے جذبات** محض اس وجہ سے نہیں کہ ٹرکی کے ساتھ گورنمنٹ کی دوستی ہے یا دشمنی۔ بلکہ اس لئے کہ ہم جو ایک سلطنت کے ماتحت ہیں۔ اور وہ ہمیں امن اور آزادی مذہب عطا کرتی ہے۔ اس لئے **وفاداری اور فرمانبرداری ہمارا کام ہے** اور یہ قرآن کریم کی اتباع ہے۔ گورنمنٹ اگر اپنے تعلقات ٹرکی یا کسی دوسری اسلامی سلطنت کے ساتھ درست نہیں رکھتی (گو ایسا نہیں) تو وہ اپنے نقصان یا نفع کو ہم سے بہتر سمجھتی ہے ہمیں کوئی ضرورت نہیں کہ گورنمنٹ کو ایسی صلاحیں دیں۔

الغرض ہماری جماعت کو آجکل کی سیاسی مذاق سے بالکل الگ رہنا چاہیئے۔ چونکہ یہ ابتلاء کے دن ہیں اس لئے کثرت سے دعاؤں سے کام لینا چاہیئے۔ کیونکہ ایک طرف جب ہم عام مسلمانوں کی ان تحریکوں میں حصہ نہیں لیتے تو وہ ہمیں نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ لیکن اگر ہم نے عام مسلمانوں ہی کو خوش کرنا تھا تو پھر آج سے پچیس برس پیشتر جب **حضرت امام** کو ہم نے شناخت کیا اور **قوم سے کفر کے فتوی** سنے اور ان سے مختلف قسم کی اذیتیں سہیں۔ ... امر ہے کہ پولیٹکل عصبیت نے ان لیڈروں کو مسلمانوں کا دشمن بلکہ خدا کو ... یہ دشمنی اس وقت تک نہیں جا سکتی جب تک پوری فرمانبرداری کی تعلیم اس ... داری کے ساتھ اپنے پر دو صدیاں گذار اس سے خوش ہوگی۔ بلکہ اس لئے کہ ... کامیابی پر اپنی موجودہ اسی میں ہے۔ پس ہماری جماعت کیلئے صحیح راستہ یہی ہے ظاہر جیسا کہ حضرت امام مغفور اور حضرت امام موجود ایدہ اللہ بنصرہ نے اپنے اعلان و فرمان میں ہدایت کی اور شرائط بیعت میں بھی تصریح فرمائی ہے۔ ہر ایک ایسی راہ سے جس میں کسی قسم کے **فساد** اور **بغاوت** کا شائبہ بھی ہو الگ رہو اور موجودہ **سیاسی** امور سے ہمیں قطعاً کوئی تعلق نہ ہو۔ ہم اصحاب حل و عقد نہیں ہم اپنی آواز اور رائے کچھ بھی نہیں رکھتے ہماری رائیں ایک وجود میں جاکر جذب ہو جاتی ہیں۔ اور ہماری آوازیں اس کی آواز کے نیچے دب جاتی ہیں۔ اور یہی **مبارک** اور **امن** کی راہ ہے۔ مسلمانوں کے لئے کبھی بہتری اور بھلائی کا دور نہیں آسکتا۔ جب تک وہ ایک ایسے امام سے تعلق پیدا نہ کریں گے۔ جسے خدا تعالےٰ نے اس غرض کے لئے امام بنایا ہو اور دنیا کے خود ساختہ لیڈروں کی وہی حالت ہوتی ہے جو آجکل ہز ہائینس آغا خاں صاحب بالقابہ

اطلاع پاکر مفسدوں کو گرفتار کرلیا ہے۔

ان مفسد لوگوں کی کارروائیوں کو ہم سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور مجھے یقین ہے کہ یہ جماعت جس کے امام نے گورنمنٹ کے مقابلہ پر کسی باغیانہ خیال کے دل میں جگہ دینے کو سخت ترین بدذاتی قرار دیا ہے بلکہ ایسے شخص کو جماعت سے خارج کیا ہے۔ تمام مفسدین کی کارروائیوں کو اسی طرح نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ پھر بھی میں اپنی جماعت کو جس نے میرے ہاتھ پر بیعت کی ہے یہ تاکید اور نصیحت کرتا ہوں اور خصوصاً جماعت کے اس حصہ کو جو بنگال میں رہتے ہیں کہ وہ ایسے تمام مفسد لوگوں کی صحبت سے اجتناب کریں۔ بلکہ جس شخص کے خیالات میں کبھی بغاوت اور فساد کی بو آتی ہو اس سے قطع تعلق کریں۔ اور حتی الوسع ایسے مفسد لوگوں کے خیالات گورنمنٹ کے نوٹس میں لانے کی کوشش کریں اور جہاں تک ہو سکے اس گورنمنٹ کی خدمت کو اپنی عین سعادت سمجھیں۔

ایک اور امر بھی اس جگہ ذکر کرنے کے قابل ہے" آجکل بہت سے اخبارات نے یہ رویہ اختیار کر رکھا ہے۔ کہ وہ باغیانہ یا مفسدانہ خیالات کو پھیلاتے اور پبلک کو گورنمنٹ یا اس کے معزز یوروپین افسروں خلاف اکساتے رہتے ہیں میں اپنی جماعت کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ وہ ایسے اخباروں کو ہرگز نہ خریدیں۔ اور نہ پڑھیں"۔

اور نہ ہی ایسے لوگوں کے ساتھ جو اس قسم کے جرائم کے بدلے سزایاب ہوتے ہیں کسی قسم کی ہمدردی کا کوئی اظہار نہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ ایسی ہمدردی ایک قسم کا ظلم ہے جو لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ مفسدانہ خیالات کے پھیلانے کا جرم کوئی بڑا جرم نہیں۔ وہ سخت غلطی کرتے ہیں۔ گورنمنٹ کے خلاف لوگوں کو اکسانا اور مفسدانہ خیالات کی اشاعت کرنا صرف گورنمنٹ کے خلاف کارروائی ہے بلکہ اس کا بُرا اثر عام طور پر پبلک کے امن پر پڑتا ہے اور جو لوگ ایسے مفسدانہ خیالات کو پھیلاتے ہیں۔ وہ ملک کیساتھ بھلائی نہیں کرتے بلکہ وہ در اصل اپنے ہم وطنوں سے دشمنی کرتے ہیں۔

پھر یاد رکھو کہ بعض سوسائٹیاں قرآن کریم کی تعلیم کے خلاف ہیں۔ قرآن میں ہے انما النجوی من الشیطان اور فرمایا یایھا الذین امنوا اذا تناجیتم فلا تتناجوا بالاثم والعدوان و معصیۃ الرسول و تناجوا بالبر والتقوی۔ یہ صریح احکام قرآن کریم میں اور ہر ایک مسلمان ان صریح احکام کا پابند ہونا چاہیئے اپھر یاد رکھو کہ ہمارے نبی کریم جو ہمارے حقیقی مطاع و مقتدا ہیں صلے اللہ علیہ وسلم آپنے عملی طور پر مختلف گورنمنٹوں بلکہ صحابہ کرام کو مکہ معظمہ کے بے قانون شہر و ملک میں کیسے تیرہ برس بسر کئے کہ عقل حیران ہوتی ہے۔

اور جب دیکھا کہ صحابہ کرام پر طاقت سے زیادہ تکالیف پڑتے اور بڑھتے جاتے ہیں اور ایذائیں ناقابل برداشت ہیں۔ تو آپ نے صحابہ کرام کو ارشاد فرمایا کہ ملک حبشہ میں جہاں کا بادشاہ عیسائی تھا ہجرت کرو۔ اس میں ایک مخفی راز بھی تھا کہ میری قوم کو کسی نہ کسی وقت عیسائی سلاطین کے ماتحت رہنا پڑیگا۔ اُس وقت مسیحی سلطنت کے ماتحت اس طرح رہیں۔ جسطرح صحابہ کرام نجاشی کے مسیحی بادشاہ کے ماتحت رہے۔

پس ہمارے اس سلطنت کے ماتحت رہنے کا نمونہ صحابہ کرام موجود ہیں جس طرح وہ [illegible] میں رہے۔ اُسی طرح تم ہندوستان میں رہو۔ یہ بات ہمیشہ یاد رکھو کہ ہمارے امام صاحب کس طرح بلا کسی طمع اور غرض کے اپنی کتابوں میں ہم کو تعلیم کر گئے ہیں۔ اس کی خلاف ورزی ہرگز مت کرو۔ اتباع قرآن و اتباع نبی کریم و اتباع صحابہ کرام کو نہ چھوڑو۔

(نور الدین)

اس فرمان سے جو ہماری قوم کے لئے ایک **ہدایت نامہ** ہے۔ ایسی جماعتوں سے احتراز کی تعلیم صاف ہے۔ اس وقت ٹرکی کی **حمایت اور ہمدردی** کا وہ جوش جو کسی امام کے اشارہ یا ہدایت کے نیچے نہیں ہے بڑھ رہا ہے اور **بائیکاٹ** وغیرہ کی تعلیم اور بعض غلطکار **جہاد** بالنفس کی ضرورت ظاہر کر رہے ہیں۔ اس قسم کی تعلیمات کے ساتھ **احمدی قوم** کو کوئی تعلق نہیں ہے جہاں تک سلسلہ کی تعلیم کو پڑھا ہے اور جہاں تک سمجھ کر پڑھا ہے میں اپنے تمام دوستوں کو آگاہ کرتا ہوں۔ کہ وہ اس ہوا کے اثر سے اپنے آپ کو متاثر ہونے سے بچائیں۔ یہ بالکل ظاہر امر ہے کہ ٹرکی کے متعلق کیا کسی بھی مصیبت زدہ انسان کی **ہمدردی** اور غمخواری کے متعلق صحیح طریق ہمدردی کو اختیار کرنا ہمارا شیوہ ہے وہ لوگ ہمارے سلسلہ سے ناواقف اور ہمارے مقاصد سے جاہل ہیں جو بعض اوقات کہتے ہیں کہ ہمیں ٹرکی سے ہمدردی نہیں۔ ہمیں ٹرکی سے ہمدردی ہے اور سچی ہمدردی ہے۔ لیکن اس ہمدردی میں ہم کوئی ایسا طریق اختیار کرنے کی تائید میں نہیں جو قرآن کریم کی تعلیم اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کے خلاف ہو۔ اور پھر اس زمانہ میں جسکی تعلیم حضرت مسیح موعود نے دی ہو دوسرے مسلمانوں کو صحیح مشورہ دینا ہمارا کام ہے۔ ان کو منوا دینا یا اس پر عمل کرا دینا ہمارے اختیار سے باہر ہے۔ لیکن احمدی قوم جو ایک امام کے ماتحت ہے اس کو امام کے منشا اور تعلیم سے آگاہ کرکے ایک قوی اثر ڈالنا ہمارے احاطہ اختیار کے اندر ضرور ہے۔ اس لئے احمدی قوم کو سیاسیات کے خاردار جنگل میں داخل ہو کر لہولہان ہونے کی ضرورت نہیں۔ جیسا کہ پہلے دن سے ہم انہیں مشورہ دیتے آئے ہیں۔ وہ **دعاؤں** سے۔ اور اپنے **اموال** سے اپنے بھائیوں کی مدد کریں لیکن ان جوش انگیز اور عارضی تحرکات میں حصہ لینے سے پرہیز کریں۔ جو بد قسمتی سے بعض لوگ قوم میں پیدا کر رہے ہیں اور خدا کا شکر ہے کہ **احمدی جماعت** اس وقت تک ان میں شامل نہیں ہے مجھے تعجب ہے کہ جس بائیکاٹ کے ہتھیار کو آج مسلمانوں کو اختیار کرنے کی صلاح ہمارے جوشیلے مدبر دے رہے ہیں یہی ہتھیار جب ہندوؤں نے اپنے ہاتھ میں لیا تو ان **مدبران قوم** کو اس میں بغاوت کے کیڑے نظر آتے تھے۔ مگر آج اسی منہ سے وہ اعلان کر رہے ہیں کیا آج ان بغاوت کے **کیڑوں** کو محض اس وجہ سے ہلاک شدہ سمجھتے ہیں کہ یہ ہتھیار اب مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے۔

بائیکاٹ کا طریق ہمارے امام نے کبھی پسند نہیں کیا اور اس کو قرآن کریم کے احکام کے صریح خلاف قرار دیا ہے اللہ تعالے نے جہازوں کے ذریعہ ممالک غیر سے اسباب کے آنے کو محل انعام میں بیان کیا ہے۔ لیکن اگر ہم اُن کو بائیکاٹ کرتے ہیں۔ تو گویا کافر نعمت ہیں۔ پس یہ محض فضول اور لغو باتیں ہیں۔ اور جہلا کے خیالات کو پراگندہ کرتا ہے۔ ایسا ہی گورنمنٹ کو اس قسم کی دھمکیاں دینا کہ اگر وہ ٹرکی کی حمایت کے خیالات کو مد نظر نہ رکھے گی تو مسلمانوں کے دل سے اپنی عظمت کو کھو دیگی ایک قسم کی فضول حرکات ہیں۔ ہمارے دل میں گورنمنٹ کی عظمت اور **تاج برطانیہ** کے ساتھ **وفاداری اور ارادت کے جذبات** محض اس وجہ سے نہیں کہ ٹرکی کے ساتھ گورنمنٹ کی دوستی ہے یا دشمنی۔ بلکہ اس لئے کہ ہم جو ایک سلطنت کے ماتحت ہیں اور وہ ہمیں امن اور آزادی مذہب عطا کرتی ہے۔ اس لئے **وفاداری اور فرمانبرداری ہمارا کام ہے** اور یہ قرآن کریم کی اتباع ہے۔ گورنمنٹ اگر اپنے تعلقات ٹرکی یا کسی دوسری اسلامی سلطنت کے ساتھ درست نہیں رکھتی (گو ایسا نہیں) تو وہ اپنے نقصان یا نفع کو ہم سے بہتر سمجھتی ہے ہمیں کوئی ضرورت نہیں کہ گورنمنٹ کو ایسی صلاحیں دیں۔

الغرض ہماری جماعت کو آجکل کی سیاسی مذاق سے بالکل الگ رہنا چاہیئے۔ چونکہ یہ ابتلا کے دن ہیں اس لئے کثرت سے دعاؤں سے کام لینا چاہیئے۔ کیونکہ ایک طرف جب ہم عام مسلمانوں کی ان تحریکوں میں حصہ نہیں لیتے تو وہ ہمیں نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ لیکن اگر ہم نے عام مسلمانوں ہی کو خوش کرنا تھا تو پھر آج سے پچیس۲۵ برس پیشتر جب **حضرت امام** کو ہم نے شناخت کیا اور **قوم سے کفر کے فتوی سنے** اور ان سے مختلف قسم کی اذیتیں سہیں۔ اس کی کیا ضرورت تھی ہمارا مقصود لوگوں کو خوش کرنا نہیں بلکہ خدا کو خوش کرنا ہے۔ اسلئے گورنمنٹ کی اطاعت اور فرمانبرداری کی تعلیم اس لئے تمہیں نہیں دیگئی کہ گورنمنٹ اس سے خوش ہوگی۔ بلکہ اس لئے کہ خدا تعالیٰ کی خوشنودی اسی میں ہے۔ پس ہماری جماعت کیلئے صحیح راستہ یہی ہے کہ جیسا کہ حضرت امام مغفور اور حضرت امام موجود ایدہ اللہ بنصرہ نے اپنے اعلان و فرمان میں ہدایت کی اور شرائط بیعت میں بھی تصریح فرمائی ہے۔ ہر ایک ایسی راہ سے جس میں کسی قسم کے **فساد** اور بغاوت کا شائبہ بھی ہو الگ رہو اور موجودہ **سیاسی** امور سے ہمیں قطعاً کوئی تعلق نہ ہو۔ ہم اصحاب حل و عقد نہیں ہم اپنی آواز اور رائے کچھ بھی نہیں رکھتے ہماری رائیں ایک وجود میں جاکر جذب ہو جاتی ہیں۔ اور ہماری آوازیں اس کی آواز کے نیچے دب جاتی ہیں۔ اور یہی **مبارک** اور امن کی راہ ہے۔ مسلمانوں کے لئے کبھی بہتری اور بھلائی کا دور نہیں آسکتا۔ جب تک وہ ایک ایسے امام سے تعلق پیدا نہ کریں گے۔ جسے خدا تعالے نے اس غرض کے لئے امام بنایا ہو اور دنیا کے خود ساختہ لیڈروں کی وہی حالت ہوتی ہے جو آجکل ہز ہائینس آغا خاں صاحب بالقابہ

کی ہو رہی ہے۔ خدا کا شکر اور فضل ہے کہ ہم ایسا امام نہیں رکھتے۔ جس کو کسی سوسائٹی نے بنایا ہو۔ جو اگر قوم کی رائے کے موافق آواز نہ نکالے تو نعوذ باللہ اس پر ملامت کی بوچھاڑ ہو۔ ہم خدا کی پناہ چاہتے ہیں اس دن سے جب کہ ہم کسی ایسے امام کے ماتحت ہوں۔ جو خدا کا بنایا ہوا نہ ہو۔ الحکم نے ہر ایسے موقعہ پر جبکہ کسی خطرہ کا امکان ہو سکتا ہو۔ قوم کو اس کے صحیح راستہ سے اطلاع دینے میں اپنی منصبی ذمہ داری کو سمجھا اور سمجھایا ہے۔ اور آج بھی جبکہ اس قسم کے ایجی ٹیشن کی ہوا ئیں چل رہی ہیں ہم نے تمہارا نصب العین تمہیں دکھا دیا ہے۔

گورنمنٹ برطانیہ کے وہ نائب جو ہندوستان میں حکومت کرتے ہیں۔ اس بات سے غافل نہیں ہو سکتے کہ یہی ایک جماعت ہے جو کبھی افراط اور تفریط کی لہروں میں نہیں بہی۔ اور اپنی ابتدا سے لیکر اسی وقت تک گورنمنٹ کی وفاداری اور اطاعت کے جذبات میں ایک ہی صحیح راہ پر چل رہی ہے اور اس کی ایک ہی وجہ ہے کہ وہ ایک قوم ہے جو امام کے ماتحت ہے جو اپنا ایک ایسا مسلّم لیڈر رکھتی ہے جس کی آواز پر ہم آہنگی پیدا ہو سکتی ہے اور وہ ہاں یا نہیں جو چاہے پیدا کر سکتا ہے۔ اور یہ گورنمنٹ کے لئے ایک برکت اور فضل ہے۔ جو خدا تعالےٰ نے ہاتھ سے عطا کیا ہے

لنڈن اور بلاد مغرب میں

تبلیغ سلسلہ

یہ بات تو اب نئی نہیں رہی کہ ہمارے مکرم بھائی خواجہ کمال الدین [illegible] القواد الذین [illegible] سپرد کرتا ہوں وہ [illegible] اسلام [illegible] کہ تمہارے دین کو اللہ تعالیٰ تمہارے دین کو ایمان کو تمہارے [illegible] کو ضایع نہیں کرتا۔ تمہارا [illegible] ہوں۔ جیسے تجارب اور مشکلات تبلیغ [illegible] ہاتھوں کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا [illegible] اور اسے مسلمانوں سے مشورہ پوچھا گیا [illegible] انہوں نے یہ ظاہر کیا تھا کہ وہاں تبلیغ کا کام زیادہ تر کامیابی کے ساتھ اگر ہو سکتا ہے تو وہ قلم کے ذریعہ لیکن جب انہوں نے اپنے مضامین لکھ کر اخبارات کے پاس بھیجے تو انہوں نے واپس کر دیئے اگرچہ خواجہ صاحب کو یہ خیال تھا کہ وہاں تاجرانہ اصول پر رائے وغیرہ بھی خریدی جا سکتی ہے اور اخبارات میں چھپوا لینا آسان امر ہے۔ مگر تجربہ نے ان کو بتایا کہ وہاں کے اخبارات میں مضامین کی اشاعت آسان نہیں اس لئے مجبور ہوئے کہ وہاں کے کسی رسالہ سے اپنے مضامین چھپوانے کا ایک اجارہ کریں۔ یہاں جب یہ تحریک آئی تو معلوم ہوا کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے اولاً اسے پسند نہیں کیا مگر بعد میں اس کی اجازت دیدی گئی۔ چنانچہ بدر مورخہ ۲۰ - فروری ۱۹۱۳ء میں جو چٹھی شایع ہوئی ہے اس میں خواجہ صاحب لکھتے ہیں کہ:-

"میں نے اس سوال پر غور کیا اور خدا نے سر دست ایک راہ میرے لئے نکالدی ہے میں نے یہاں ایک ماہواری رسالہ سے ایک خاص انتظام کر لیا ہے۔ جس میں ہر ماہ میں ریویو آف ریلیجنز کے نصف کے برابر لکھا کرونگا اور وہ چھاپ دیگا۔ اور بالمقابل اس کو خاص مداد خریداروں کی مہیا کرنے میں یا اسکی خاص کاپیاں خریدنے میں دینی ہوگی"

اس مقصد اور غلبت الروم والی پیشگوئی ایک اشتہار عربی۔ ترکی اور انگریزی شایع کرنے کے لئے انہوں نے ڈیڑھ ہزار کی اپیل کی ہے۔ اور دو ہزار ایک سال کے لئے اپنی ذاتی اخراجات کا اظہار کیا ہے۔ گو وہ اس کو قوم پر ڈالنا نہیں چاہتے۔ مگر قوم کی کم ہمتی ہوگی۔ اگر وہ ایسے کام میں انکی مددگار نہ ہو۔ بہرحال یہ سکیم ابھی شایع نہ ہو چکی تھی یا پورے طور پر اشاعت نہ پا چکی تھی۔ کہ اخبار زمیندار میں مسلم انڈیا ایک جدید رسالہ کی اشاعت کی خبر پڑھی گئی۔ جسکو خواجہ صاحب نے منشی ظفر علی خاں صاحب کے ایما یا تحریک و مشورہ سے جاری کرنا چاہا ہے۔ منشی ظفر علی خان صاحب نے ۱۶ فروری کے ہفتہ وار میں لکھا تھا کہ "کاش انڈیا کی طرح جو انڈین نیشنل کانگریس کے اغراض و مقاصد کی حمایت کے لئے وقف ہے کوئی اسلامی اخبار - یا میگزین یہاں ایسا موجود ہو جو عام اسلامی مقاصد کی حمایت کے علاوہ مسلمانان ہند کی ان مختص القوم غایات کی حفاظت کا نہایت ہی اہم فرض انجام دیتا ہوا۔ اس خطرناک لاعلمی کے چہرہ سے وقتاً فوقتاً پردہ اٹھاتا رہے جو مسلمانان ہند کی ان قومی ضروریات اور ان کے جذبات و احساسات کے متعلق بحیثیت مسلمانوں کی مساعی کی نارسائی اور کچھ اینگلو انڈین بزرگواروں کی غمازانہ دراندازی سے اس ملک میں پھیلی ہوئی ہے" "کاش خواجہ کمال الدین ہی کوئی نیم مذہبی و نیم سیاسی میگزین یہاں سے ایسا جاری کریں جو ہماری گونگی قوم کی ترجمانی کی خدمات اس ملک میں جہاں شوم انگلو [illegible] حریت کا طرہ امتیاز ہے انجام دیا کرے اور دن مسلم نیگویج [illegible] اور تبدل ثابت ہو سکے یہ خدا کرے"

یہ تحریک ایڈیٹر زمیندار نے لنڈن بیٹھ کر اپنے لاہور کے اخبار میں شایع کرادی اور اس کے چند روز بعد ان کا دوسرا مضمون جو انہوں نے لنڈن ہی سے بھیجا۔ زمیندار میں مسلم انڈیا کے عنوان سے شایع ہوتا ہے۔ جس میں ایک نیم سیاسی اور نیم مذہبی رسالہ کے اجرا کی خبر دی گئی ہے جو ہمارے مکرم بھائی خواجہ صاحب کی ایڈیٹری سے شایع ہوگا۔

اس تحریک کو پڑھ کر مجھے ضرورت محسوس ہوئی کہ میں اس سوال کے روشن اور تاریک دونوں پہلو ظاہر کر دوں۔ جہانتک ریویو آف ریلیجنز کے انگریزی حصہ کو لنڈن منتقل کر دینے کا سوال تھا جہانتک کسی ولایتی رسالہ کی ایک خاص تعداد کو خرید کر اس میں مضامین شایع کرنیکا سوال تھا۔ یہ دونوں تجویزیں نہایت مفید نہایت بابرکت اور خوش آیند معلوم معلوم ہوتی تھیں کیونکہ بار آور کرنا تو یہ اللہ تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے۔ لیکن یہ جدید تجویز بہت بڑی حد تک اصلاح اور غور کے قابل ہے اور اگر ابھی اس سوال پر فکر نہ کی گئی تو پھر شاید آب از سر گذشت والا معاملہ ہو اس کے یہ معنے نہیں کہ رسالہ کے لئے چندہ اور خریداروں کی فراہمی کے کام میں سستی ہو۔ خریدار مہیا کئے جا دیں۔ زر چندہ جمع کیا جاوے

ہاں رسالہ کی حیثیت وغیرہ پر غور کر لیا جاوے۔ میں نے اوپر کہا ہے کہ خواجہ صاحب کا جدید رسالہ ایڈیٹر زمیندار کے مشورہ سے شایع ہونے والا ہے۔ اس کے لئے میں نے زمیندار کے اس ابتدائی مضمون کا حوالہ دیا ہے جو ۱۶ - فروری کے ہفتہ وار میں شایع ہوا ہے مگر اس کے بعد کی ولایتی ڈاک مسلم انڈیا کے عنوان سے جو مضمون لیکر آئی ہے اور ۲۷ فروری ۱۹۱۳ء کے روزانہ میں شایع ہوتا ہے وہ اس حقیقت کا اظہار یوں کرتا ہے۔ "خواجہ کمال الدین جن مقاصد کو پیش نظر رکھکر انگلستان میں آئے تھے انکا اقتضا یہ تھا کہ ایک مذہبی میگزین خاص اہتمام کے ساتھ لنڈن سے نکالا جاوے۔ جو نہ صرف مسیحیت اور اس کی تہذیب تبصرہ نگار ہو بلکہ اسلامی حقایق کا شرح نویس ہو"۔ چنانچہ خواجہ صاحب اس قسم کے میگزین کے اجرا کی تیاریاں کر بھی چکے تھے لیکن اگر اسکا موضوع صرف مذہب ہوتا تو یہ میگزین ریویو آف ریلیجنز قادیان کا اڈیشن لنڈن ہو جاتا۔ اور وہ دلچسپیاں اس میں نظر نہ آتیں جو مغربی طبایع سیاسیات ہی سے مخصوص سمجھتی ہیں۔ اس لئے ہم نے خواجہ صاحب کی خدمت میں یہ مشورہ پیش کیا کہ اپنے مجوزہ رسالہ کو نیم مذہبی اور نیم سیاسی میگزین قرار دیں۔ اور اسے مسلمانان ہند کی مغربی آواز بنائیں ہم خواجہ صاحب کے ممنون ہیں کہ ہمارے مخلصانہ مشورہ کو انہوں نے قبول فرمایا۔ اور خدا کا نام لے کر مسلم انڈیا کے نام سے ایک ماہانہ میگزین اس مہینے سے نکالنے کا قصد کر لیا۔"

یہ اقتباس جو میں نے ایڈیٹر زمیندار کی تحریر کا کیا ہے اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ خواجہ صاحب نے منشی ظفر علیخان صاحب کے مشورہ کے ماتحت اپنے مذہبی رسالہ کو نیم سیاسی رسالہ بنا دیا ہے ایڈیٹر زمیندار نے نہایت دلیری کیساتھ ہمارے قابل [illegible] ریویو آف ریلیجنز کی تحقیر کی ہے اور بتایا ہے کہ مغرب میں دلچسپی کا سامان نہیں رکھتا۔ ریویو آف ریلیجنز جس شان سے نکلتا ہے۔ اور جن حقایق و معارف کے موتیوں اور حق کے جواہر کو لیکر وہ جاتا ہے اس پر مغرب کی ساری دلچسپیوں کو ہم اس طرح قربان اور نثار کرنے کو آمادہ ہیں۔ جسطرح پر ایرانی فلاسفر:-

(بخال ہندوش بخشم سمرقند بخارا را) ترک شیرازی کے خال پر سمرقند و بخارا نثار کرنے میں دلیر تھا!

اس بحث کو چھوڑ کر میں جس امر کو پیش کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہمارے لئے یہ اسی قسم کی بحث اور سوال ہے جو آج سے قریباً سات سال پہلے مولوی انشاء اللہ خاں صاحب ایڈیٹر وطن نے پیش کیا تھا۔ اور اب اسی پرانی شراب کو ایڈیٹر زمیندار نے دوسرے شیشہ میں انڈیل دیا ہے۔ احمدی جماعت اور اسکے مقدس امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اتنا بھی گوارا نہ کیا تھا۔ کہ ہم اپنے رسالہ کو چند پیسوں کے لالچ میں احمدیت سے الگ کر دیں تو کیا آج ہماری غیرت اس قدر کمزور ہو جاوے گی کہ آپ کی وفات کے پانچویں ہی سال میں اور پھر امام کی موجودگی میں مذہبی اغراض کو سیاسی اغراض پر ملا دیں جو کبھی ہمارا مقصد نہیں ٹھیریں۔

منشی ظفر علیخاں صاحب اس رسالہ کے ذریعہ جو کام لینا چاہتے ہیں احمدی قوم اس کے لئے تیار نہیں ہو سکتی۔ خواجہ صاحب نے اپنی اس چٹھی میں جو مغربی دنیا میں اعلائے کلمۃ اللہ کے عنوان

کی ہو رہی ہے۔ خدا کا شکر اور فضل ہے کہ ہم ایسا امام نہیں رکھتے جس کو کسی سوسائٹی نے بنایا ہو۔ جو اگر قوم کی رائے کے موافق آواز نہ نکالے تو نعوذ باللہ اس پر ملامت کی بوچھاڑ ہو۔ ہم خدا کی پناہ چاہتے ہیں اس دن سے جب کہ ہم کسی ایسے امام کے ماتحت ہوں۔ جو خدا کا بنایا ہوا نہ ہو۔ الحکم نے ہر ایسے موقعہ پر جبکہ کسی خطرہ کا امکان ہو سکتا ہو۔ قوم کو اس کے صحیح راستہ سے اطلاع دینے میں اپنی صحیفی ذمہ داری کو سمجھا اور سمجھایا ہے۔ اور آج بھی جبکہ اس قسم کے ایجی ٹیشن کی ہوا ئیں چل رہی ہیں۔ میں نے تمہارا النصب العین تمہیں دکھا دیا ہے۔ گورنمنٹ برطانیہ کے وہ نائب جو ہندوستان میں حکومت کرتے ہیں۔ اس بات سے غافل نہیں ہو سکتے کہ یہی ایک جماعت ہے جو کبھی افراط اور تفریط کی لہروں میں نہیں بہی۔ اور اپنی ابتدا سے لیکر اس وقت تک گورنمنٹ کی وفاداری اور اطاعت کے جذبات میں ایک ہی صحیح راہ پر چل رہی ہے اور اس کی ایک ہی وجہ ہے کہ وہ ایک قوم ہے جو امام کے ماتحت ہے جو اپنا ایک ایسا مسلم لیڈر رکھتی ہے جس کی آواز پر ہم آہنگی پیدا ہو سکتی ہے اور وہ ہاں یا نہیں جو چاہے پیدا کر سکتا ہے۔ اور یہ گورنمنٹ کے لئے ایک برکت اور فضل ہے۔ جو خدا تعالےٰ نے اسے عطا کیا ہے۔

لنڈن اور بلاد مغرب میں

تبلیغ سلسلہ

یہ بات تو اب نئی نہیں رہی کہ ہمارے مکرم بھائی خواجہ کمال الدین صاحب لنڈن میں بیٹھ کر بلاد مغرب میں اشاعت و تبلیغ اسلام کے لئے مناسب اور ضروری تجاویز پر غور کر رہے ہیں انہوں نے نیز احمدی اخبارات میں ایک چٹھی اپنے تجارب اور مشکلات تبلیغ پر چھپوائی تھی۔ جس میں اہل الرائے مسلمانوں سے مشورہ پوچھا گیا تھا۔ اس میں انہوں نے یہ ظاہر کیا تھا کہ وہاں تبلیغ کا کام زیادہ تر کامیابی کے ساتھ اگر ہو سکتا ہے تو وہ قلم کے ذریعہ لیکن جب انہوں نے اپنے مضامین لکھ کر اخبارات کے پاس بھیجے تو انہوں نے واپس کر دیئے اگرچہ خواجہ صاحب کو یہ خیال تھا کہ وہاں تاجرانہ اصول پر رائے وغیرہ بھی خریدی جا سکتی ہے اور اخبارات میں چرچہ کرا لینا آسان امر ہے۔ مگر تجربہ نے ان کو بتایا کہ وہاں کے اخبارات میں مضامین کی اشاعت آسان نہیں اس لئے مجبور ہوئے کہ وہاں کے کسی رسالہ سے اپنے مضامین چھپنے کا ایک اجارہ کریں۔ یہاں جب یہ تحریک آئی تو معلوم ہوا کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے اولاً اسے پسند نہیں کیا مگر بعد میں اس کی اجازت دیدی گئی۔ چنانچہ بدر مورخہ ۲۷ - فروری ۱۹۱۳ء میں جو چٹھی شائع ہوئی ہے اس میں خواجہ صاحب لکھتے ہیں کہ :-

میں نے اس سوال پر غور کیا اور خدا سے مدد مانگ کر ایک راہ

میرے لئے نکالدی ہے میں نے یہاں ایک ماہواری رسالہ سے ایک خاص انتظام کر لیا ہے۔ جس میں ہر ماہ میں ریویو آف ریلیجنز کے نصف کے برابر لکھا کرونگا اور وہ چھاپ دیگا۔ اور بالمقابل اس کو خاص امداد خریداروں کی مہیا کرنی ہیں یا اسکی خاص کاپیاں خریدنے میں دیتی ہوگی۔"

اس مقصد اور غلبت الروم والی پیشگوئی ایک اشتہار عربی۔ ترکی اور انگریزی شایع کرنے کے لئے انہوں نے دو ہزار کی اپیل کی ہے۔ اور دو ہزار ایک سال کے لئے اپنی ذاتی اخراجات کا اظہار کیا ہے۔ گو وہ اس کو قوم پر ڈالنا نہیں چاہتے۔ مگر قوم کی کم ہمتی ہوگی۔ اگر وہ ایسے کام میں انکی مددگار نہ ہو۔ بہرحال یہ سکیم ابھی شایع نہ ہو چکی تھی یا پورے طور پر اشاعت نہ پا چکی تھی۔ کہ اخبار زمیندار میں مسلم انڈیا ایک جدید رسالہ کی اشاعت کی خبر پڑھی گئی۔ جسکو خواجہ صاحب نے منشی ظفر علی خاں صاحب کے ایما یا تحریک و مشورہ سے جاری کرنا چاہا ہے۔ منشی ظفر علی خان صاحب نے ۱۶ فروری کے ہفتہ وار میں لکھا تھا کہ "کاش انڈیا کی طرح جو انڈین نیشنل کانگریس کے اغراض و مقاصد کی حمایت کے لئے وقف ہے کوئی اسلامی اخبار۔ یا میگزین یہاں ایسا موجود ہو جو عام اسلامی مقاصد کی حمایت کے علاوہ مسلمانان ہند کی ان مختص القوم غایات کی حفاظت کا نہایت ہی اہم فرض انجام دیتا ہوا۔ اس خطرناک لاعلمی کے چہرہ سے وقتاً فوقتاً پردہ اٹھاتا رہے جو مسلمانان ہند کی ان قومی ضروریات اور ان کے جذبات و احساسات کے متعلق کچھ تو مسلمانوں کی ساعی کی نارسائی اور کچھ اینگلو انڈین بزرگواروں کی غازانہ دراندوزی سے اس ملک میں پھیلی ہوئی ہے" "کاش خواجہ کمال الدین ہی کوئی نیم مذہبی و نیم سیاسی میگزین یہاں سے ایسا جاری کریں جو ہماری کوئی قومی ترجمانی کی خدمات اس ملک میں بہاں شوم انگلی حریت کا طرہ امتیاز ہے انجام دیا کرے اور ان مسلم لیگوں کا نعم البدل ثابت ہو سکے"۔

یہ تحریک ایڈیٹر زمیندار نے لنڈن بیٹھ کر اپنے لاہور کے اخبار میں شایع کرائی اور اس کے چند روز بعد ان کا دوسرا مضمون جو انہوں نے لنڈن ہی سے بھیجا زمیندار میں مسلم انڈیا کے عنوان سے شایع ہوتا ہے جس میں ایک نیم سیاسی اور نیم مذہبی رسالہ کے اجرا کی خبر دی گئی ہے جو ہمارے مکرم بھائی خواجہ صاحب کی ایڈیٹری سے شایع ہوگا۔

اس تحریک کو پڑھ کر مجھے ضرورت محسوس ہوئی کہ میں اس سوال کے روشن اور تاریک دونوں پہلو ظاہر کر دوں۔ جہانتک ریویو آف ریلیجنز کے انگریزی حصہ کو لنڈن منتقل کر دینے کا سوال تھا یا جہانتک کسی ولایتی رسالہ کی ایک خاص تعداد کو خرید کر اس میں مضامین شایع کرنیکا سوال تھا۔ یہ دونوں تجویزیں نہایت مفید نہایت بابرکت اور خوش آیند معلوم ہوتی تھیں گو ان کو بار ور کرنا تو اللہ تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے۔ لیکن یہ جدید تجویز بہت بڑی حد تک اصلاح اور غور کے قابل ہے اور اگر ابھی اس سوال پر فکر نہ کی گئی تو پھر شاید اب از سر گزشت وال معاملہ ہو اس کے یہ معنے نہیں کہ رسالہ کے لئے چندہ اور خریداروں کی فراہمی کے کام میں سستی ہو۔ خریدار مہیا کئے جاویں۔ زر چندہ جمع کیا جاوے

ہاں رسالہ کی نوعیت وغیرہ پر غور کر لیا جاوے۔ میں نے اوپر کہا ہے کہ خواجہ صاحب کا جدید رسالہ ایڈیٹر زمیندار کے مشورہ سے شایع ہونے والا ہے۔ اس کے لئے میں نے زمیندار کے اس ابتدائی مضمون کا حوالہ دیا ہے جو ۱۶ - فروری کے ہفتہ وار میں شایع ہوا ہے مگر اس کے بعد کی ولایتی ڈاک مسلم انڈیا کے عنوان سے جو مضمون لیکر آئی ہے اور ۲۷ فروری ۱۹۱۳ء کے روز انہ میں شایع ہوتا ہے وہ اس حقیقت کا اظہار یوں کرتا ہے۔ "خواجہ کمال الدین جن مقاصد کو پیش نظر رکھکر انگلستان میں آئے تھے انکا تقاضا یہ تھا کہ ایک مذہبی میگزین خاص اہتمام کے ساتھ لنڈن سے نکالا جاوے۔ جو نہ صرف مسیحیت اور اس کی تہذیب کا تبصرہ نگار ہو بلکہ اسلامی حقایق کا شرح نویس ہو۔ چنانچہ خواجہ صاحب اس قسم کے میگزین کے اجرا کی تیاریاں کر بھی چکے تھے لیکن اگر اسکا موضوع صرف مذہب ہوتا تو یہ میگزین ریویو آف ریلیجنز قادیان کا اڈیشن ثانی ہو جاتا۔ اور وہ دلچسپیاں اس میں نظر نہ آتیں جو مغربی طبایع سیاسیات ہی سے مخصوص سمجھتی ہیں۔ اس لئے ہم نے خواجہ صاحب کی خدمت میں یہ مشورہ پیش کیا کہ اپنے مجوزہ رسالہ کو نیم مذہبی اور نیم سیاسی میگزین قرار دیں۔ اور اسے مسلمانان ہند کی مغربی آواز بنائیں ہم خواجہ صاحب کے ممنون ہیں کہ ہمارے مخلصانہ مشورہ کو انہوں نے قبول فرمایا۔ اور خدا کا نام لے کر مسلم انڈیا کے نام سے ایک ماہانہ میگزین اس مہینے سے نکالنے کا قصد کر لیا"

یہ اقتباس جو میں نے ایڈیٹر زمیندار کی تحریر کا کیا ہے اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ خواجہ صاحب نے منشی ظفر علیخان صاحب کے مشورہ کے ماتحت اپنے مذہبی رسالہ کو نیم سیاسی رسالہ بنا دیا ہے ایڈیٹر زمیندار نے نہایت دلیری کیساتھ ہمارے قابل ناز رسالہ ریویو آف ریلیجنز کی تحقیر کی ہے اور بتایا ہے کہ مغرب میں دلچسپی کا سامان نہیں رکھتا۔ ریویو آف ریلیجنز جس شان سے نکلتا ہے۔ اور جن حقایق و معارف کے موتیوں اور حق کے جواہر کو لیکر وہ جاتا ہے اس پر مغرب کی ساری دلچسپیوں کو ہم اس طرح قربان اور نثار کرنے کو آمادہ ہیں۔ جسطرح یہ ایرانی فلاسفر (بخال ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را) ترک شیرازی کے خال پر سمرقند و بخارا نثار کرنے میں دلیر تھا !

اس بحث کو چھوڑ کر میں جس امر کو پیش کرنا چاہتا وہ یہ ہے کہ ہمارے لئے یہ اسی قسم کی بحث اور سوال ہے جو آج سے قریباً سات سال پہلے مولوی انشاء اللہ خان صاحب ایڈیٹر وطن نے پیش کیا تھا۔ اب اسی پرانی شراب کو ایڈیٹر زمیندار نے دوسرے شیشہ میں انڈیل دیا ہے۔ احمدی جماعت اور اسکے مقدس امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اتنا بھی گوارا نہ کیا تھا۔ کہ ہم اپنے رسالہ کو چند پیسوں کے لالچ میں احمدیت سے الگ کر دیں تو کیا آج ہماری غیرت گوارا کر جاوے گی کہ آپ کی وفات کے پانچویں ہی سال میں اور پھر امام کی موجودگی میں مذہبی اغراض کو سیاسی اغراض بنایا جاوے جو کبھی ہمارا مقصد نہیں ٹھیریں۔

منشی ظفر علیخاں صاحب اس رسالہ کے ذریعہ جو کام لینا چاہتے ہیں احمدی قوم اس کے لئے تیار نہیں ہو سکتی۔ خواجہ صاحب نے اپنی اس چٹھی میں جو مغربی دنیا میں اعلائے کلمۃ اللہ کے عنوان

سے اخبارات میں شایع ہوئی ہے) لکھا کہ **پالٹکس یہاں کا دین وایمان ہے**۔ اسلئے پالٹکس کی بحث کیا ان کو مذہب کی طرف لے آئیگی بلکہ ان میں اور شوق پیدا کرے گی۔ بہتر اور مناسب تو یہ ہے کہ انہیں اس شغل سے ہٹا کر اپنی طرف متوجہ کیا جاوے۔ بہرحال ہماری جماعت کو اس پر توجہ کرنی چاہیئے۔ اگر یہ **مسلم انڈیا** اپنے سیاسی حصہ میں نیشنل کانگریس کو اپنا امام بنا کر چلیگا۔ جیسا کہ ایڈیٹر زمیندار نے ۱۶۔ فروری کے اخبار میں مشورہ دیتے ہوئے کہا تھا کہ **کاش انڈیا کی طرح** جو انڈین نیشنل کانگرس کے اغراض ومقاد کی حمایت کے لئے وقف ہے" تو اس سے ہماری غرض فوت ہو جائیگی اور میری سمجھ میں جو کچھ بھی احمدی قوم اس پر صرف کرے گی وہ **ایک مسرفانہ حرکت** ہوگی ہمارے لئے موزوں اور بہترین طریق جو اقرب بالامن ہے یہ ہے کہ **مذہبی رسالہ** خالصتہً جاری ہو۔ اور وہ **احمدیت کے اصولوں** پر جاری ہو اگر دکنگ اور ریویو کا جھگڑا ہمیں پیش نہ آیا ہوتا اور اس کا فیصلہ حضرت امام مغفور کی موجودگی میں نہ ہوا ہوتا تو شاید اس معاملہ پر ہمیں زیادہ سوچنے کی وقت ہوتی۔ لیکن وہی مشکل اور صورت بلکہ اس سے بڑھ کر معیوب رنگ اب پیدا ہونے کا احتمال ہے انگریزی میگزین احمدی قوم کا ایک مسلم آرگن بلاد غربیہ کے لئے ہے۔ اور صدر انجمن احمدیہ اس مقصد کے لئے لوگوں سے روپیہ لیتی ہے مقبرہ بہشتی کی آمدنی کا بڑا حصہ اسی غرض کے لئے ہے۔ جس قوم نے لاکھوں روپیہ سلسلہ کی اغراض کے لئے دیدیا ہو اور جس نے خواجہ صاحب کی تحریکوں پر بہت کچھ دیا ہو۔ اس کے متعلق یہ قیاس کرنا کہ **پندرہ ہزار روپیہ** کے مزید بوجھ کو نہ اٹھا سکے گی۔ جیساکہ خواجہ صاحب اپنے [illegible] خط میں لکھتے ہیں۔ اسلئے میرا خیال یہ ہوا کہ حضرت [illegible] یہاں تشریف لے آدیں اور کم از کم ریویوں [illegible] ل کیا جاوے اس کے متعلق میں نے چیٹھی مذکورہ بالا [illegible] لیکن مجھے بعد کے خطوط آمدہ از قادیان سے پتہ چلا کہ مولانا موصوف کو بغرض تکمیل ترجمہ انگریزی قران کریم ابھی کئی ماہ تک حضرت اقدس خلیفۃ المسیح کی خدمت میں حاضر رہنے کی ضرورت ہے نیز میری تجویز کم از کم پندرہ ہزار کا صرفہ آیندہ سال کے لئے چاہتی تھی جو موجودہ **تعمیر فنڈ کی ضرورت کے مقابل شاید قوم نہ دیسکے**"۔

جناب مولوی محمد علی صاحب کے ولایت جانے کے بدون اگر ایک ماہوار رسالہ وہاں سے جاری ہو سکتا ہے تو ان کے چند ماہ تک قادیان میں اور رہنے سے ریویو کے وہاں منتقل کرنے میں کوئی ہرج واقعہ نہیں ہوتا۔ وہ اب بھی ریویو کے عملی اڈیٹر نہیں اور ترجمہ کا کام کر رہے ہیں اسلئے محض اس ضرورت کی وجہ سے کہ وہ ابھی چونکہ وہاں نہیں جاسکتے اس کام کے التوا کی حاجت نہ تھی۔ بہرحال ترجمہ قرآن کریم کے لئے جانا پڑے گا۔ رہی یہ بات کہ قوم ۱۵۔ ہزار نہ دے سکے گی۔ میں اس کو صحیح نہیں سمجھتا۔ اشاعت اسلام کی مد کا بجٹ اب بھی پندرہ ہزار کے قریب ہی ہوتا ہے اگر اسی میں دس بارہ ہزار کا اور اضافہ ہو جاوے تو کوئی وجہ نہیں کہ یہ رقم پوری نہ ہو جاوے بلکہ اگر ریویو کو وہاں منتقل کرنا ہوگا۔ تو اسقدر اضافہ بجٹ کی بھی شاید حاجت نہ ہو۔

سیاسی اور مذہبی مشترکہ رسالہ کی اشاعت ایک اور نقطہ خیال سے بھی درست نہیں احمدی قوم نے آجتک جو کام کیا ہے وہ اس کے انتظام اور نگرانی اور اثر کے نیچے ہے۔ لیکن جس رسالہ کو سیاسی نقطہ خیال سے مسلمانان ہند کا ترجمان بنایا جائیگا اور جسکے لئے وہ بھی روپیہ دیں گے کیا وہ حق نہیں رکھتے کہ اس کے مدیر کو اپنے نقطہ خیال پر چلانے کے لئے مجبور کریں۔ اس طرح یہ رسالہ کو احمدی اثر سے الگ ہونا پڑے گا۔ اور قوم جبکہ ایک مشترکہ قوت سے اشاعت اسلام کا کام ریویو کے ذریعہ کر رہی ہے کیوں مجبور ہوگی کہ وہ ایک مستقل نظام کو چھوڑ کر دوسری راہ اختیار کرے اس لئے یہ ضروری اور نہایت ضروری ہے کہ اول تو جو رسالہ ولایت سے شایع ہو وہ ریویو آف ریلیجنز ہو اور اگر خاص حالات کے ماتحت ایسا نہ ہو سکے۔ خاص حالات سے میری مراد حضرت امام کی ممانعت ہو سکتی ہے تو پھر وہ جدید رسالہ نکالے وہ خالصتہً احمدی قوم کے اثر صرف سے شایع ہو۔ اور اگر دوسرے لوگوں کے اثر کے نیچے وہ رسالہ ہوگا تو یقیناً اس میں تصادم خیالات واقعہ ہوگا اسلئے یہ رسالہ بھی صدر انجمن کے صرف اور اسکی ملکیت اور قواعد کے ماتحت نکلنا چاہیئے۔ اور یہ تو مسلم بات ہے کہ سیاسی امور سے اس کو قطعاً مبرا رکھا جاوے خالص مذہبی رسالہ ہو اگر یہ خیال ہو اور یہ اصول درست ہو کہ بدوں یورپ کے سیاسی اخبارات کا اتباع کئے ہوئے اس کو کوئی نہ پڑھیگا نہیں تو ہمارے اصحاب حل وعقد کو اس سوال کا جواب دینا سخت مشکل ہوگا۔ پھر ریویو کے ذریعہ کیا تم نعوذ باللہ قوم کا روپیہ تلف کر رہے ہو؟ تمہارا کام محض پہونچانا ہے اس کے اثر اور نتیجہ کے تم ذمہ دار نہیں۔

ایسے رسالہ کو سیاسی امور سے الگ رکھنے کا میرا ہی خیال نہیں بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ کوئی احمدی بھی اس کو پسند نہیں کرے گا۔ اور پھر کوئی شخص جو مذہب کی اشاعت کا شوق رکھتا ہے کبھی اس کے ساتھ اتفاق نہیں کر سکتا۔ چنانچہ مولانا آزاد سبحانی صاحب پرنسپل مدرسہ الہیات کانپور نے جو ہمارے مکرم بھائی خواجہ صاحب کے عاشق اور سرگرم مداح ہیں یہی رائے رکھتے ہیں۔ خواجہ صاحب نے ان کو خط بھیجکر اپنی مطبوعہ چیٹھی کے متعلق رائے پوچھی تھی۔ اور لکھا تھا کہ اُسے اخبارات میں شایع کر دیں۔ چنانچہ مسلم گزٹ میں مولانا آزاد سبحانی نے اپنی رائے قریباً ڈیڑھ بڑے صفحہ پر لکھی ہے۔ اسکا آخری اقتباس میں یہاں دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ اس سے معلوم ہوگا۔ کہ خالی الذہن ہو کر جو شخص بھی اس سوال کے مختلف پہلوؤں پر غور کریگا وہ اشاعت مذہب کو مدنظر رکھ کر اس نتیجہ پر آئیگا۔ جس پر میں آیا ہوں۔ اور احمدی قوم کو تو یہ بھی سوچنا ہے کہ وہ رسالہ احمدی ہو یا احمدیت سے الگ ایسا رسالہ جو چند سال سے پہلے ایڈیٹر دوکنگ چاہتا تھا مگر میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ احمدی قوم اپنے امام کی موجودگی میں نعوذ باللہ اسقدر نہیں گر سکتی کہ دوکنگ اور ریویو کے جھگڑے کی تاریخ اور فیصلہ کو بھول کر فیصلہ امام کی ترمیم کی ضرورت محسوس کرے۔

یہ مرحلہ ہمارے سامنے نیا نہیں ہے۔ جس حال میں ریویو ممالک غیر میں اشاعت وتبلیغ کے لئے نکالا گیا تھا اور قوم نے آج تک اس پر کم وبیش ایک لاکھ کے قریب خرچ کیا ہے تو آیندہ اشاعت وتبلیغ کے کام میں اسی کو آگے بڑھانا ضروری ہے۔ اور اس مفید پہلو کو اسی کی مد میں لانا چاہیئے۔ جو اس مقصد کے لئے کار آمد ہو۔

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے ایک روز اثناء گفتگو میں اس خاکسار سے اتنا فرمایا کہ کیوں میگزین کی مفت اشاعت کا روپیہ وہاں نہ دیا جاوے۔ میں نے عرض کیا کہ یہ تجویز تو نہایت ہی مناسب اور بابرکت ہے۔ انجمن اگر چاہے تو حضرت کی خدمت میں باقاعدہ اس سوال کو پیش کر کے دریافت کرے۔ اگر مفت اشاعت کا فنڈ اُدھر منتقل ہو جائیگا تو گویا ولایتی جدید رسالہ انجمن کا رسالہ ہوگا۔ اور وہ اسے اپنے اثر کے نیچے رکھ کر خالص احمدی رسالہ بنا سکے گی۔ لیکن جب دوسرے مسلمان اس رسالہ کو اپنے روپیہ سے چلائیں گے اور اس میں ادھا حصہ سیاسی مضامین کا ہوگا تو یہ **"ادھا تیتر ادھا بٹیر"** تمہارے مقاصد کا ترجمان نہیں ہو سکتا۔ اس سے یہ بہتر ہے کہ جو تجویز ایک رسالہ کی گئی ہے اور جس کے لئے دو ہزار کی اپیل کی گئی ہے اس پر عمل ہو۔ غرض ضرورت ہے کہ اس سوال کے مختلف پہلوؤں پر نظر کی جاوے اور اب میں آزاد سبحانی کی رائے درج کر دیتا ہوں اگرچہ اس کے بعض حصوں پر ریمارک کرنے کی ضرورت ہے لیکن اس کو دوسری اشاعت کیلئے چھوڑتا ہوں (وباللہ التوفیق)

(آزاد سبحانی کی رائے)

خواجہ صاحب کی رائے کا وہ حصہ جو اہل انگلستان کے عادات واطوار کے متعلق ہے غالباً میری تنقید کے دایرہ سے باہر ہے کیونکہ آپ انگلستان کو وہ مجھ سے بہتر جانتے ہیں تاہم یہ کہنے سے باز نہیں رہ سکتا۔ کہ اہل انگلستان کے دماغی اطوار ودلی جذبات کے متعلق جو کچھ خواجہ صاحب نے سوچا ہے ابھی وہ مزید غور وترمیم کا محتاج ہے۔ اس بارہ میں مسٹر بلنٹ وبراؤن یہ دونوں انگریزوں میں سے اور مسٹر امیر علی وبیجر سید حسن یہ دو مسلمانوں میں سے مشورہ کے لئے خاص طور پر موزوں ہیں لیکن مشورت سے زیادہ ذاتی غور وفکر کی ضرورت ہے۔ اگرچہ یہ امر امید افزا ہے کہ وہاں کے عوام اپنے لیڈروں کے ہمہ تن پیرو ہیں اور لیڈروں میں ایک جدید انقلاب کا رجحان موجود ہے جو اسلام سے ان کو بہت قریب کر دیگا۔ لیکن اس کا کیا علاج ہے کہ پولیٹیکل عصبیت نے ان لیڈروں کو مسلمانوں کا دشمن کر دیا ہے اور یہ دشمنی اس وقت تک نہیں جاسکتی جب تک پوری دنیا اسلام محکوم بنکر امن وفاداری کے ساتھ اپنے پر دو صدیاں گذار نہ دے۔ لیکن مسلمان اشاعت کے موہوم کامیابی پر اپنی موجودہ بچی کھچی حکومتوں کو قربان کرنا پسند نہیں کر سکتے۔ پس باسباب ظاہر نہ لیڈروں کا رجحان اسلام کے حق میں مفید ہو سکتا ہے نہ عوام کی عادت اتباع فایدہ بخش ہو سکتی ہے۔ ابھی اہل انگلستان کا مزید مطالعہ کرنا چاہیئے کہ دراصل یہی سب سے پہلا درس ہے جس کے ختم کرنے کی خواجہ صاحب کو ضرورت ہے البتہ اس رجحان سے ایک طرح فایدہ اُٹھایا جا سکتا ہے۔ وہ یہ کہ کم از کم وہ شخص جو انگلستان میں اشاعت کا ارادہ رکھتا ہے۔ مثلاً خواجہ صاحب اپنے کو پولیٹیکل معاملات سے قطعی علاحدہ رکھے اور خود خالص روحانی رنگ میں جلوہ گر ہو کر اسلام کو بحیثیت خالص تصوف یا روحانیت کے پیش کرے کیونکہ یہ یاد رہے کہ داعی کا پولیٹیکل میلان اہل انگلستان کے مادہ تعصب کو اور زیادہ بھڑکانے کا سبب ہوگا۔ یہ اسطرح وہاں دلایل منطقی پر اعتماد کرنا اور اصول جدید کے مطابق حق تاویلوں اور تفسیروں کا بیان رواج ہے اس کو آلہ کامیابی سمجھنا حد درجہ کی غلطی ہے ان باتوں کا ہندوستان میں کچھ اثر رہا ہی نہیں انگلستان

سے اخبارات میں شایع ہوئی ہے) لکھا کہ پالٹکس یہاں کا دین وایمان ہے۔ اسلئے پالٹکس کی بحث کیا ان کو مذہب کی طرف لے آئیگی۔ بلکہ ان میں اور شوق پیدا کرے گی۔ بہتر اور مناسب تو یہ ہے کہ انہیں اس مشغلہ سے ہٹا کر اپنی طرف متوجہ کیا جاوے۔ بہرحال ہماری جماعت کو اس پر توجہ کرنی چاہیئے۔ اگر یہ **مسلم انڈیا** اپنے سیاسی حصہ میں نیشنل کانگریس کو اپنا امام بنا کر چلیگا۔ جیسا کہ ایڈیٹر زمیندار نے ۱۶۔ فروری کے اخبار میں مشورہ دیتے ہوئے کہا تھا کہ **کاش انڈیا کی طرح** جو انڈین نیشنل کانگرس کے اغراض ومقاد کی حمایت کے لئے وقف ہے" تو اس سے ہماری غرض فوت ہو جائیگی اور میری سمجھ میں جو کچھ بھی احمدی قوم اس پر صرف کرے گی وہ **ایک مسرفانہ حرکت** ہوگی۔ ہمارے لئے موزون اور بہترین طریق جو اقرب بالامن ہے یہ ہے کہ **مذہبی رسالہ** خالصتہً جاری ہو۔ اور وہ **احمدیت** کے اصولوں پر جاری ہو اگر وطن اور ریویو کا جھگڑا ہمیں پیش نہ آیا ہوتا اور اس کا فیصلہ حضرت امام مغفور کی موجودگی میں نہ ہوا ہوتا تو شاید اس معاملہ پر ہمیں زیادہ سوچنے کی دقت ہوتی۔ لیکن وہی مشکل اور صورت بلکہ اس سے بڑھ کر مہیب رنگ اب پیدا ہونے کا احتمال ہے انگریزی میگزین احمدی قوم کا ایک مسلم آرگن بلاد غربیہ کے لئے ہے۔ اور صدر انجمن احمدیہ اس مقصد کے لئے لوگوں سے روپیہ لیتی ہے مقبرہ بہشتی کی آمدنی کا بڑا حصہ اسی غرض کے لئے ہے۔ جس قوم نے لاکھوں روپیہ سلسلہ کی اغراض کے لئے دیدیا ہو اور جس نے خواجہ صاحب کی تحریکوں پر بہت کچھ دیا ہو اس کے متعلق یہ قیاس کرنا کہ **پندرہ ہزار روپیہ** کے مزید بوجھ کو نہ اٹھا سکے گی جیسا کہ خواجہ صاحب اپنی بدروانگی چھٹی میں لکھتے ہیں۔ اسلئے میرا خیال یہ ہوا کہ حضرت مولوی محمد علی صاحب یہاں تشریف لے آدیں اور کم از کم ریویو کی انگریزی شاخ کو یہاں منتقل کیا جاوے اس کے متعلق میں نے چھٹی مذکورہ بالا میں یہ زور دیا لیکن مجھے بعد کے خطوط آمدہ از قادیان سے پتہ چلا کہ مولانا موصوف کو بغرض تکمیل ترجمہ انگریزی قرآن کریم ابھی کئی ماہ تک حضرت اقدس خلیفۃ المسیح کی خدمت میں حاضر رہنے کی ضرورت ہے نیز میری تجویز کم از کم پندرہ ہزار کا صرفہ آیندہ سال کے لئے چاہتی تھی جو موجودہ **تعمیر فنڈ کی ضرورت کے مقابل شاید قوم نہ دیسکے**"+

جناب مولوی محمد علی صاحب کے ولایت جانے کے بدوں اگر ایک ماہوار رسالہ وہاں سے جاری ہو سکتا ہے تو ان کے چند ماہ تک قادیان میں اور رہنے سے ریویو کے وہاں منتقل کرنے میں کوئی ہرج واقعہ نہیں ہوتا۔ وہ اب بھی ریویو کے عملی اڈیٹر نہیں اور ترجمہ کا کام کر رہے ہیں اسلئے محض اس ضرورت کی وجہ سے کہ وہ ابھی چونکہ وہاں نہیں جا سکتے اس کام کے التوا کی حاجت نہ تھی۔ بہرحال ترجمہ قرآن کریم کے لئے جانا پڑے گا۔ رہی یہ بات کہ قوم ۱۵۔ ہزار نہ دے سکے گی۔ میں اس کو صحیح نہیں سمجھتا۔ اشاعت اسلام کی مد کا بجٹ اب بھی پندرہ ہزار کے قریب ہی ہوتا ہے۔ اگر اسی میں دس بارہ ہزار کا اور اضافہ ہو جاوے تو کوئی وجہ نہیں کہ یہ رقم پوری نہ ہو جاوے بلکہ اگر ریویو کو وہاں منتقل کرنا ہوگا۔ تو اس قدر اضافہ بجٹ کی بھی شاید حاجت نہ ہو+

سیاسی اور مذہبی مشترکہ رسالہ کی اشاعت ایک اور نقطہ خیال سے بھی درست نہیں احمدی قوم آجتک جو کام کیا ہے وہ اس کے انتظام اور نگرانی اور اثر کے نیچے ہے۔ لیکن جس رسالہ کو سیاسی نقطہ خیال سے مسلمانان ہند کا ترجمان بنایا جائیگا اور جس کے لئے وہ بھی روپیہ دیں گے کیا وہ حق نہیں رکھتے کہ اس کے مدیر کو اپنے نقطہ خیال پر چلانے کے لئے مجبور کریں۔ اس طرح اس رسالہ کو احمدی اثر سے الگ ہونا پڑے گا۔ اور قوم جبکہ ایک مشترکہ قوت سے اشاعت اسلام کا کام ریویو کے ذریعہ کر رہی ہے کیوں مجبور ہوگی کہ وہ ایک مستقل نظام کو چھوڑ کر دوسری راہ اختیار کرے اس لئے یہ ضروری اور نہایت ضروری ہے کہ اول تو جو رسالہ ولایت سے شایع ہو وہ ریویو آف ریلیجنز ہو اور اگر خاص حالات کے ماتحت ایسا نہ ہو سکے۔ خاص حالات سے میری مراد حضرت امام کی ممانعت ہو سکتی ہے تو پھر وہ جدید رسالہ نکالا جاوے۔ وہ خالصتہً احمدی قوم کے اثر سے شایع ہو۔ اور اگر دوسرے لوگوں کے اثر کے نیچے وہ رسالہ ہوگا تو یقیناً اس میں تصادم خیالات واقعہ ہوگا اسلئے یہ رسالہ بھی صدر انجمن کے صرف اور اسکی ملکیت اور قواعد کے ماتحت نکلنا چاہیئے۔ اور یہ تو مسلم بات ہے کہ سیاسی امور اس کو قطعاً مبرا رکھا جاوے خالص مذہبی رسالہ ہو اگر یہ خیال ہو اور یہ اصول درست ہو کہ بدوں یورپ کے سیاسی اخبارات کا اتباع کئے ہوئے اس کو کوئی نہ پڑھیگا نہیں تو ہمارے اصحاب حل وعقد کو اس سوال کا جواب دینا سخت مشکل ہوگا۔ پھر ریویو کے ذریعہ کیا تم نعوذ باللہ قوم کا روپیہ تلف کر رہے ہو؟ تمہارا کام محض پہونچانا ہے اس کے اثر اور نتیجہ کے تم ذمہ وار نہیں۔

ایسے رسالہ کو سیاسی امور سے الگ رکھنے کا میرا ہی خیال نہیں بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ کوئی احمدی بھی اس کو پسند نہیں کرے گا۔ اور پھر کوئی شخص جو مذہب کی اشاعت کا شوق رکھتا ہے کبھی اس کے ساتھ اتفاق نہیں کر سکتا۔ چنانچہ مولانا آزاد سبحانی صاحب پرنسپل مدرسہ الہیات کانپور نے جو ہمارے مکرم بھائی خواجہ صاحب کے عاشق اور سرگرم مداح ہیں یہی رائے رکھتے ہیں۔ خواجہ صاحب نے ان کو خط بھیجکر اپنی مطبوعہ چٹھی کے متعلق رائے پوچھی تھی۔ اور لکھا تھا کہ اُسے اخبارات میں شایع کر دیں۔ چنانچہ مسلم گزٹ میں مولانا آزاد سبحانی نے اپنی رائے قریباً ڈیڑھ بڑے صفحہ پر لکھی ہے۔ اسکا آخری اقتباس میں بیان دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ اس سے معلوم ہوگا۔ کہ خالی الذہن ہو کر جو شخص بھی اس سوال کے مختلف پہلوؤں پر غور کریگا وہ اشاعت مذہب کو مد نظر رکھ کر اس نتیجہ پر آئیگا۔ جس پر میں آیا ہوں۔ اور احمدی قوم کو تو یہی سوچنا ہے کہ وہ رسالہ احمدی ہو یا احمدیت سے الگ ایسا رسالہ جو چند سال سے پہلے ایڈیٹر وطن چاہتا تھا مگر میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ احمدی قوم اپنے امام کی موجودگی میں نعوذ باللہ اسقدر نہیں گر سکتی کہ وطن اور ریویو کے جھگڑے کی تاریخ اور فیصلہ کو بھول کر فیصلہ امام کی ترمیم کی ضرورت محسوس کرے+

یہ مرحلہ ہمارے سامنے نیا نہیں ہے۔ جس حال میں ریویو ممالک غیر میں اشاعت وتبلیغ کے لئے نکالا گیا تھا اور قوم نے آج تک اس پر کم وبیش ایک لاکھ کے قریب خرچ کیا ہے تو آیندہ اشاعت وتبلیغ کے کام میں اسی کو آگے بڑھانا ضروری ہے۔ اور اس مفید پہلو کو اسی کی مد میں لانا چاہیئے۔ جو اس مقصد کے لئے کارآمد ہو+

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے ایک روز اثناء گفتگو میں اس خاکسار سے اتنا فرمایا کہ کیوں میگزین کی مفت اشاعت کا روپیہ وہاں نہ دیا جاوے۔ میں نے عرض کیا کہ یہ تجویز تو نہایت ہی مناسب اور بابرکت ہے۔ انجمن اگر چاہے تو حضرت کی خدمت میں باقاعدہ اس سوال کو پیش کرکے دریافت کرے۔ اگر مفت اشاعت کا فنڈ ادہر منتقل ہو جائیگا تو گویا ولایتی جدید رسالہ انجمن کا رسالہ ہوگا۔ اور وہ اسے اپنے اثر کے نیچے رکھ کر خالص احمدی رسالہ بنا سکے گی۔ لیکن جب دوسرے مسلمان اس رسالہ کو اپنے روپیہ سے چلائیں گے اور اس میں ادھا حصہ سیاسی مضامین کا ہوگا تو یہ **"ادھا تیتر ادھا بٹیر"** ہمارے مقاصد کا ترجمان نہیں ہو سکتا۔ اس سے یہ بہتر ہے کہ جو تجویز ایک رسالہ سے کی گئی ہے اور جس کے لئے دو ہزار کی اپیل کی گئی ہے اس پر عمل ہو۔ غرض ضرورت ہے کہ اس سوال کے مختلف پہلوؤں پر نظر کی جاوے اور اب میں آزاد سبحانی کی رائے درج کر دیتا ہوں اگرچہ اس کے بعض حصوں پر ریمارک کرنے کی ضرورت ہے لیکن اس کو دوسری اشاعت کیلئے چھوڑتا ہوں (وباللہ التوفیق)

(آزاد سبحانی کی رائے)

خواجہ صاحب کی رائے کا وہ حصہ جو اہل انگلستان کے عادات واطوار کے متعلق ہے غالباً میری تنقید کے دایرہ سے باہر ہے کیونکہ اب انگلستان کو وہ مجھ سے بہتر جانتے ہیں تاہم یہ کہنے سے باز نہیں رہ سکتا۔ کہ اہل انگلستان کے دماغی اطوار ودلی جذبات کے متعلق جو کچھ خواجہ صاحب نے سوچا ہے ابھی وہ مزید غور وترمیم کا محتاج ہے۔ اس بارہ میں مسٹر بلنٹ وبراؤن یہ دونوں انگریزوں میں سے اور مسٹر امیر علی وہیجر سید حسن یہ دو مسلمانوں میں سے مشورہ کے لئے خاص طور پر موزون ہیں لیکن مشورت سے زیادہ ذاتی غور وفکر کی ضرورت ہے۔ اگرچہ یہ امر امید افزا ہے کہ وہاں کے عوام اپنے لیڈروں کے ہمہ تن پیرو ہیں اور لیڈروں میں ایک جدید انقلاب کا رجحان موجود ہے جو اسلام سے ان کو بہت قریب کر دیگا۔ لیکن اس کا کیا علاج ہے کہ پولیٹکل عصبیت نے ان لیڈروں کو مسلمانوں کا دشمن کر دیا ہے اور یہ دشمنی اس وقت تک نہیں جا سکتی جب تک پوری دنیا اسلام محکوم بنکر امن وفاداری کے ساتھ اپنے پردو صدیاں گذار نہ دے۔ لیکن مسلمان اشاعت کے موہوم کامیابی پر اپنی موجودہ بچی کھچی حکومتوں کو قربان کرنا پسند نہیں کر سکتے۔ پس باسباب ظاہر نہ لیڈروں کا رجحان اسلام کے حق میں مفید ہو سکتا ہے نہ عوام کی عادت اتباع فایدہ بخش ہو سکتی ہے۔ ابھی اہل انگلستان کا مزید مطالعہ کرنا چاہیئے کہ دراصل یہی سب سے پہلا درس ہے جس کے ختم کرنے کی خواجہ صاحب کو ضرورت ہے البتہ اس رجحان سے ایک طرح فایدہ اُٹھایا جا سکتا ہے۔ "وہ یہ کہ کم از کم وہ شخص جو انگلستان میں اشاعت کا ارادہ رکھتا ہے۔ مثلاً خواجہ صاحب ایڈ کو پولٹیکل معاملات سے قطعی علاحدہ رہے اور خود خالص روحانی رنگ میں جلوہ گر ہو کر اسلام کو بحیثیت خالص تصوّف یا روحانیت کے پیش کرے کیونکہ یہ یاد رہے کہ داعی کا پولٹیکل میلان اہل انگلستان کے مادہ تعصب کو اور زیادہ بھڑکانے کا سبب ہوگا۔ یہ اسطرح وہاں دلایل منطقی پر اعتماد کرنا اور اصول جدید کے مطابق جن تاویلوں اور تفسیروں کا یہاں رواج ہے اس کو آلہ کامیابی سمجھنا حد درجہ کی غلطی ہے ان باتوں کا ہندوستان میں کچھ اثر رہا ہی نہیں انگلستان

انگلستان و امریکہ میں کیا اثر ہوگا - جو تا دیل و دلایل دونوں کا منبع ہے - اور جس سے خود ان کی طبایع اکتا چکی ہیں - چند پادریوں کا عقلی دلیلوں سے ساکت کر دینا خواہ وہ پادری انگلستان میں رہتے ہوں خواہ ہندوستان میں کوئی اہم معاملہ نہیں ہے نہ اس کا ذرہ بھر نتیجہ نکلنے والا ہے - ہندوستان میں یہ روزمرہ ہی ہوا کرتا ہے میں بتانا چاہتا ہوں - کہ اہل مغرب صرف روحانیت کے پیاسے ہیں - اور صرف یہی جنس ان کے لئے نئی ہے - اس سے پہلے سوامی دویکا نند امریکہ میں اپنا اور اپنے اُستاد کا ڈنکہ بجا آچکے ہیں ہم نے تقریباً اکثر لکچر پڑھے ہیں - جو انگریزی زبان میں ہیں - ان کے لکچروں کی کامیابی کا راز اسی روحانیت میں ہے جیکا عنصر ان میں غالب ہے - خود سوامی دویکانند امریکہ گئے بھی تو سنیاسی لباس میں - یعنی ان کی شکل ایک سادہو کی سی تھی - ان کے استاد رام کرشن پرم ہنس کی شہرت بلاد مغرب میں سوامی جی سے زیادہ تھی حالانکہ وہ ایک جاہل شخص تھے - اس کا سبب بجز اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ ان میں روحانیت تھی - اور بلاد مغرب کیلئے یہی چیز نئی ہے - اور اب تو مغرب پر انحصار نہیں ہے خود مشرق میں بھی آئندہ مذہبی کامیابی کا یہی ایک ذریعہ رہجائیگا - کیونکہ مشرق بھی تا دیل و دلایل سے اکتا چکا ہے - خواجہ صاحب نے غلطی کی کہ اپنا لباس بمل (؟) لا ابدلنا کچھ مضایقہ نہ تھا - لیکن تبدیلی درویشانہ حد کیطرف ہونا چاہیئے تھی نہ کہ الٹا مغربی رنگ بنت کی طرف نفس لباس کے مسئلہ پر ہم کو اعتراض نہیں ہے بلکہ اس حیثیت کے لحاظ سے جو خواجہ صاحب کے وہاں ہونا چاہیئے - خیر اب بھی موقعہ باقی ہے کہ کسی مناسب موقعہ پر ان کو درویشانہ لباس میں ظاہر ہونا چاہیئے - خواجہ صاحب نے یہ بھی غلطی کی کہ پولیٹیکل مضامین لکھنا شروع کر دیا - اگرچہ یہ بھی جانتا ہوں کہ اس مصیبت کے وقت دلی جوش کا ضبط کسقدر مشکل کام ہے - لیکن خواجہ صاحب کی ہمت کو اس مشکل سے بھی زیادہ ارفع ہونا چاہیئے کیونکہ انکا کام انتہاء سے زیادہ مشکل ہے - آیندہ سے یہ کام مسٹر ظفر امیر علی کے سپرد کر دیں - اور خود ہر انداز و ادا سے روحانیت کا مظہر خاص بننے کی سعی کریں مگر کیا خواجہ صاحب پسند کریں گے کہ اپنا تھوڑا سا وقت طلب روحانیت کی بھی نذر کریں ذکر و مراقبہ کے اصول پر شاید یہ بات خواجہ صاحب کے لئے اور اکثر نوجوانوں کے لئے مضحکہ امیز ہو اور وقت سے پہلے میں اس موضوع پر لب کھولنا چاہتا ہی نہیں تھا - لیکن مضحکہ و ملامت کا خوف مجھ کو اظہار حق سے کبھی باز نہیں رہ سکتا " اور ضرورت تقاضا کر رہی تھی - کہ گو یہ امر قبل از وقت ہو مگر اس کو ظاہر کردوں ؎

ما اگر نہ رسیدیم تو شاید برسی "

خواجہ صاحب کی رائے کا وہ حصہ جو تدابیر اشاعت کے متعلق ہے ہم ہندوستان میں رہنے والوں کی رائے زنی کے دایرہ میں بخوبی آسکتا ہے - مگر اس کی تفصیل کا موقعہ غالباً کوئی دوسرا ہو یہاں صرف اس ایک تدبیر کے متعلق جو خواجہ صاحب نے پیش کی ہے کچھ عرض کرتا ہے - وہ یہ کہ انگلستان میں " ایک انگریزی ماہوار رسالہ مذہب کے موضوع پر شایع کیا جائے " یہ رائے نہایت مناسب ہے کہ میں ہندوستان کے مسلمانوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس بارہ میں خواجہ صاحب کی مدد کریں۔

لیکن اس وقت جبکہ چند اصول و شرائط کو پہلے سے طے کر لیا جائے۔

(۱) یہ رسالہ خاص مذہبی ہو اور اس کی اصلی بنیاد روحانیت پر ہو - یعنے بجائے فلسفہ و کلام کے معارف التصوف کو تشریح اسلام کا آر بنایا جائے اور پالٹیکس کی تو اس میں کہیں بو بھی نہ ہو - یہ نہ اس لئے کہ اڈیٹر رسالہ کو بزدل یا خوشامدی ہونا چاہیئے - بلکہ اس لئے کہ لوگ اس پر اعتماد کریں اور اصول تقسیم عمل پر وہ اپنا فرض انتہا اسی ایک امر کو قرار دے (۲) سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس رسالہ کا اڈیٹر کون ہوگا ؟ اگر خود خواجہ صاحب - تو ان کو بقدر ضرورت علم و ادب بھی پڑھنا چاہیئے تا کہ وہ براہ راست تفاسیر و احادیث کا مطالعہ کر سکیں ورنہ نہ ان کے معلومات قابل اعتماد ہوں گے نہ ان کی تحریروں میں زور پیدا ہوگا - عقل و نقل دونوں کو ساتھ رکھنا چاہیئے - ادب کی تحصیل کے بعد علم تصوف کا گہرا مطالعہ بھی کرنا لازم ہے میں ذاتی تجربہ کی بنا پر کہتا ہوں کہ اسلام کی قدر و قیمت کا راز اس کے تصوف میں پوشیدہ ہے اور نہ یہ الزام اسلام کے سر سے ہرگز ہرگز نہ اٹھ سکیگا کہ وہ بعض دیگر مذاہب کے مقابلہ میں ان فلاسفیکل الجھن ہے - تصوف کے رطب و یابس میں بعض باتیں مضر اسلام بھی موجود ہیں لیکن ان کنکروں پتھروں کے انبار میں لاکھوں کروڑوں جواہر بھی ملے پڑے ہیں - ہاں چننے والے میں بصارت کے بصیرت کی قابلیت شرط ہے - خواجہ صاحب اگر ان ضروریات کی تکمیل کے بعد قلم اور مضامین لکھیں گے تو نفع کی امید ہے ورنہ ایک فضیل حاصل یا بلندی آوازہ کے سوا غالباً کوئی نتیجہ نہیں اگر کوئی صاحب ہوں تو انگریزی کے علاوہ یہ خصوصیات ان میں بھی ہونی چاہئیں

(۳) اردو اور عربی کے بعد عمدہ مضامین کو انگریزی میں ترجمہ کرا کے شائع کرنیکا بھی سامان کیا جاوے - ان امور کی تکمیل سے پہلے اجراء رسالہ قبل از وقت ہوگا - **پس وقت آنے تک صرف عام مضامین** لکچرس اور زبانی فہمایشوں پر قناعت کرنا چاہیئے - بلکہ بعد اجراء رسالہ بھی ان چیزوں کا سلسلہ جاری رکھنا ضروری ہوگا - اخباری تحریروں یا رسالوں کا اتنا گہرا اثر نہیں پڑتا جتنا وعظوں اور دوستانہ نصیحتوں کا ہوتا ہے - گویا آج بھی اور ہمیشہ خواجہ صاحب کو اپنے آپ کو بجائے اڈیٹر و مصنف کے زیادہ تر واعظ و داعی سمجھنا چاہیئے - ان باتوں کے علاوہ ایک اور امر سب سے زیادہ قابل توجہ ہے وہ یہ کہ وہ مسلمان طلباء جو انگلستان میں تعلیم حاصل کرتے ہیں اور وہاں سے عموماً تراشیدہ لامذہب ہو کر آتے ہیں ان کی درستی پر زیادہ توجہ کیجائے کیونکہ وہ درست ہو جانیکے بعد انگلستان میں اشاعت کیلئے بھی مفید ثابت ہوں گے - اور جب ہندوستان میں آئیں گے تو یہاں بھی سوسائٹی کیلئے بحیثیت مذاہب نافع ٹھیریں گے - اور ان کی درستی سے ہندوستان کے اعلیٰ تعلیم یافتہ مسلمان طبقہ کا الحاد بہت کچھ فرو ہو جائیگا یہ کام خواجہ صاحب کیلئے آسان بھی ہے اور مفید بھی ہے لہذا ہم کو امید کرنا چاہیئے کہ خواجہ صاحب اس کو نہ بھولیں گے - بعض کام ہلکے اور حقیر معلوم ہوتے ہیں - مگر نتیجہ میں نہایت عظیم الشان ہوتے ہیں ؎

برسولاں بلاغ باشد و بس "

ایک ہندو لڑکی کا مقدمہ لاہور میں

بتاریخ ۳ مارچ ۱۹۱۳ء مسماۃ دیرو المعروف برکت بی بی کا مقدمہ ڈسٹرکٹ جج لاہور کی عدالت میں آخر کار پیش ہوا - ناظرین کی یاد دہانی کے لئے یہ لکھنا ضروری ہے - کہ مسماۃ دیرو وہ ہندو لڑکی ہے کہ جس کی نسبت آگے بھی اخبارات میں اشاعت ہو چکی ہے - یہ لڑکی در اصل ضلع امرتسر کی رہنے والی ہے اپنے خاوند کی وفات کے بعد جب اپنے والدین کے گھر بیوہ ہو کر گئی - تو والدین نے اس کو بیرحمی سے گھر سے نکال دیا - اور سسرال نے بھی اسکی پرواہ نہ کی اس پر وہ شہر امرتسر میں ایک مولوی صاحب کے ہاتھ سے مسلمان ہو گئی اور اُس نے اپنی خوشی سے ایک شخص مسمی احمد علی ساکن چھاونی لاہور کیساتھ نکاح کر لیا - اور لاہور آگئی - اس پر لڑکی کے بھائی نرسنگھ اس نے ڈسٹرکٹ جج لاہور کی عدالت میں دعوی گارڈینی کا اس بنا پر دایر کر دیا - کہ چونکہ لڑکی کا بھائی ہے اور لڑکی نابالغ ہے - اس لئے لڑکی اس کے سپرد ہونی چاہیئے - بعد گذرنے شہادت سول سرجن لاہور کے جس کی گواہی مدعی کے حق میں اسطرح کی تھی کہ لڑکی کی عمر ۱۶ سال سے کم ہے بتاریخ ۳ مارچ ۱۹۱۳ء کو ہر دو جانب سے بحث ہوئی - مدعی نرسنگھ اس کی طرف سے مسٹر ہربرٹ اور لالہ بلونت رائے پلیڈران لاہور اور منجانب احمد علی مدعا علیہ مسٹر بدر الدین قریشی بیرسٹرایٹ لا لاہور پیش ہوئے - مدعی کے وکیل نے پہلے بحث کی - اور پھر مسٹر بدر الدین قریشی نے بیان کیا کہ اول زیر دفعہ ۱۷ - ایکٹ گارڈین یہ دیکھنا لازمی ہے کہ لڑکی کس کے پاس رہنا چاہتی ہے اور چونکہ لڑکی اپنے خاوند کیساتھ جانا چاہتی ہے اور نیز وہ ایک سمجھدار لڑکی ہے اس لئے اس کی رائے کو ترجیح دینی قانوناً لازمی ہوگی - دوم یہ کہ زیر دفعہ ۱۹ - ایکٹ گارڈینی جب کہ ایک لڑکی نابالغہ شادی شدہ ہو تو مطابق اس دفعہ کے کوئی اور شخص سوائے خاوند کے گارڈین نہیں بنایا جا سکتا - سوم یہ کہ زیر دفعہ ۷ - ایکٹ گارڈین سب سے ضروری پائنٹ اس مقدمہ میں جیسا کہ ہر مقدمہ گارڈینی میں ہوتا ہے یہ ہے کہ کسی گارڈین کے تقرر کرنے میں نابالغہ کا فائدہ ہے - چونکہ لڑکی مسلمان ہو گئی ہے - اور اس کا بھائی جو ولی بننا چاہتا ہے ہندو ہے - اس لئے مطابق عام اصول مذاہب کے اس نابالغہ کا گارڈین بھائی کو مقرر کرنا بالکل نابالغہ کے فایدہ کے مخالف ہے کیونکہ مسلمان لڑکی کسی ایسے گارڈین کے تابع ہو سکتی جو مخالف مذہب کا پیرو ہو - ان تین وجوہات کے مطابق در اصل جو شخص سب سے زیادہ مناسب گارڈین ہونے کا ہے وہ مدعا علیہ ہے - اس کے علاوہ مسٹر بدر الدین قریشی صاحب نے یہ بھی بتایا کہ زیر دفعہ ۱ - ایکٹ گارڈین اور ۲۷ انڈین لا ریورٹس صفحہ ۵ کے رو سے ڈسٹرکٹ جج لاہور کو اختیار بھی سماعت دعوی کا نہیں - کیونکہ در اصل اس عدالت میں دعوی کرنا چاہیئے جہاں کہ لڑکی کے والدین کی بود و باش ہو - بعد سننے بحث ہر دو فریقین حکم ہوا کہ نرسنگھ اس لڑکی کے بھائی کا دعویٰ خارج - اور لڑکی حوالہ مدعا علیہ کیجاوے ۔

مسٹر بدر الدین قریشی نے جس قابلیت کیساتھ اس مقدمہ کی پیروی کی ہے - اگرچہ وہ ان کا فرض تھا - لیکن چونکہ اس مقدمہ نے ایک قومی اور مذہبی مقدمہ کی صورت اختیار کر لی تھی اس لئے یہ کہنا بالکل درست ہے کہ مسٹر بدر الدین صاحب نے نہ صرف اپنا فرض ادا کیا بلکہ انہوں نے اہل اسلام اور اسلام کی ایک خدمت سر انجام دی ہے - اللہ تعالےٰ انہیں جزائے خیر دے +

انگلستان و امریکہ میں کیا اثر ہوگا۔ جو تاویل و دلایل دونوں کا منبع ہے۔ اور جس سے خود ان کی طبایع اکتا چکی ہیں۔ چند پادریوں کا عقلی دلیلوں سے ساکت کر دینا خواہ وہ پادری انگلستان میں رہتے ہوں خواہ ہندوستان میں کوئی اہم معاملہ نہیں ہے نہ اس کا ذرہ بھر نتیجہ نکلنے والا ہے۔ ہندوستان میں یہ روزمرہ ہی ہوا کرتا ہے میں بتانا چاہتا ہوں۔ کہ اہل مغرب صرف روحانیت کے پیاسے ہیں۔ اور صرف یہی جنس ان کے لئے نئی ہے۔ اس سے پہلے سوامی وویکانند امریکہ میں اپنا اور اپنے اُستاد کا ڈنکہ بجا آچکے ہیں ہم نے تقریبًا اکثر لکچر پڑھے ہیں۔ جو انگریزی زبان میں ہیں۔ ان کے لکچروں کی کامیابی کا راز اسی روحانیت میں ہے جسکا عنصر ان میں غالب ہے۔ خود سوامی وویکانند امریکہ کو بھی تو سنیاسی لباس ہی۔ یعنی ان کی شکل ایک سادھو کی سی تھی۔ ان کے استاد رام کرشن پرم ہنس کی شہرت بلاد مغرب میں سوامی جی سے زیادہ تھی حالانکہ وہ ایک جاہل شخص تھے۔ اس کا سبب بجز اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ ان میں روحانیت تھی۔ اور بلاد مغرب کیلئے یہی چیز نئی ہے۔ اور اب تو مغرب پر انحصار نہیں ہے خود مشرق میں بھی آئندہ مذہبی کامیابی کا یہی ایک ذریعہ رہجائیگا۔ کیونکہ مشرق بھی تاویل و دلایل سے اکتا چکا ہے۔ خواجہ صاحب نے غلطی کی کہ اپنا لباس علی الاعلان بدلنا کچھ مضایقہ نہ تھا۔ لیکن تبدیلی درویشانہ حد کیطرف ہونا چاہیئے تھی نہ کہ انتہا مغربی رنزیبت کی طرف نفس لباس کے مسئلہ پر ہم کو اعتراض نہیں ہے بلکہ اس حیثیت کے لحاظ سے جو خواجہ صاحب کے وہاں ہونا چاہیئے۔ خیر اب بھی موقعہ باقی ہے کہ کسی مناسب موقعہ پر ان کو درویشانہ لباس میں ظاہر ہونا چاہیئے۔ خواجہ صاحب نے یہ بھی غلطی کی کہ پولیٹکل مضامین لکھنا شروع کر دیا۔ اگرچہ یہ بھی جانتا ہوں کہ اس مصیبت کے وقت دلی جوش کا ضبط کس درجہ مشکل کام ہے“ لیکن خواجہ صاحب کی ہمت کو اس مشکل سے بھی زیادہ ارفع ہونا چاہیئے کیونکہ انکا کام انتہا درجہ سے زیادہ مشکل ہے۔ آیندہ سے یہ کام مسٹر ظفر و امیر علی کے سر چھوڑ دیں۔ اور خود ہر انداز و ادا سے روحانیت کا مظہر خاص بننے کی سعی کریں مگر کیا خواجہ صاحب پسند کریں گے کہ اپنا تھوڑا سا وقت طلب روحانیت کی بھی نذر کریں ذکر و مراقبہ کے اصول پر شاید یہ بات خواجہ صاحب کے لئے اور اکثر نوجوانوں کے لئے مضحکہ آمیز ہو اور وقت سے پہلے میں اس موضوع پر لب کھولنا چاہتا ہی نہیں تھا۔ لیکن مضحکہ و ملامت کا خوف مجھ کو اظہار حق سے کبھی باز نہیں رہ سکتا“ اور ضرورت تقاضا کر رہی تھی۔ کہ گو یہ امر قبل از وقت ہو مگر اس کو ظاہر کر دو ؎

ما اگر نہ رسیدیم تو شاید برسی“

خواجہ صاحب کی رائے کا وہ حصہ جو تدابیر اشاعت کے متعلق ہے ہم ہندوستان میں رہنے والوں کی رائے زنی کے دائرہ میں بخوبی آسکتا ہے۔ مگر اس کی تفصیل کا موقعہ غالبًا کوئی دوسرا ہو یہاں صرف اس ایک تدبیر کے متعلق جو خواجہ صاحب نے پیش کی ہے کچھ عرض کرتا ہے۔ وہ یہ کہ انگلستان میں ”ایک انگریزی ماہوار رسالہ مذہب کے موضوع پر شایع کیا جائے یہ رائے نہایت مناسب ہے کہ میں ہندوستان کے مسلمانوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس بارہ میں خواجہ صاحب کی مدد کریں۔

لیکن اس وقت جبکہ چند اصول و شرایط کو پہلے سے طے کر لیا جائے۔

(۱) یہ رسالہ خاص مذہبی ہو اور اس کی اصلی بنیاد روحانیت پر ہو۔ یعنے بجائے فلسفہ و کلام کے معارف التصوف کو تشریح اسلام کا آلہ بنایا جائے اور پالیٹکس کی تو اس میں کہیں بو بھی نہ ہو۔ یہ نہ اس لئے کہ اڈیٹر رسالہ کو بزدل یا خوشامدی ہونا چاہیئے۔ بلکہ اس لئے کہ لوگ اس پر اعتماد کریں اور اصول تقسیم عمل پر وہ اپنا فرض انتہا اسی ایک امر کو قرار دے۔ (۲) سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس رسالہ کا اڈیٹر کون ہوگا؟ اگر خود خواجہ صاحب۔ تو ان کو بقدر ضرورت علم و ادب بھی پڑھنا چاہیئے تاکہ وہ براہ راست تفاسیر و احادیث کا مطالعہ کر سکیں ورنہ نہ ان کے معلومات قابل اعتماد ہوں گے نہ ان کی تحریروں میں زور پیدا ہوگا۔ عقل و نقل دونوں کو ساتھ رکھنا چاہیئے۔ ادب کی تحصیل کے بعد علم تصوف کا گہرا مطالعہ بھی کرنا لازم ہے میں ذاتی تجربہ کی بناء پر کہتا ہوں کہ اسلام کی قدر و قیمت کا راز اس کے تصوف میں پوشیدہ ہے اور نہ یہ الزام اسلام کے سر سے ہرگز ہرگز نہ اٹھ سکیگا کہ وہ بعض دیگر مذاہب کے مقابلہ میں ان فلاسفیکل الجھن ہے۔ تصوف کے رطب و یابس میں بعض باتیں مضر اسلام بھی موجود ہیں لیکن ان کنکروں پتھروں کے انبار میں لاکھوں کروڑوں جواہر بھی ملے پڑے ہیں۔ ہاں چننے والے میں بصارت و بصیرت کی قابلیت شرط ہے۔ خواجہ صاحب اگر ان ضروریات کی تکمیل کے بعد قلم اور مضامین لکھیں گے تو نفع کی امید ہے ورنہ ایک تحصیل حاصل یا بلندی آوازہ کے سوا غالبًا کوئی نتیجہ نہیں اگر کوئی صاحب ہوں تو انگریزی کے علاوہ یہ خصوصیات ان میں بھی ہونی چاہئیں

(۳) اردو اور عربی کے بعد عمدہ مضامین کو انگریزی میں ترجمہ کرا کے شایع کرنے کا بھی سامان کیا جاوے۔ مگر ان امور کی تکمیل سے پہلے اجراء رسالہ قبل از وقت ہوگا۔ **پس وقت آنے تک صرف عام مضامین** لکچروں اور زبانی فہمایشوں پر قناعت کرنا چاہیئے۔ بلکہ بعد اجرا ئے رسالہ بھی ان چیزوں کا سلسلہ جاری رکھنا ضروری ہوگا۔ اخباری تحریروں یا رسالوں کا اتنا گہرا اثر نہیں پڑتا جتنا وعظوں اور دوستانہ نصیحتوں کا ہوتا ہے۔ گویا آج بھی اور ہمیشہ خواجہ صاحب کو اپنے آپ کو بجائے اڈیٹر و مصنف کے زیادہ تر واعظ و داعی سمجھنا چاہیئے۔ ان باتوں کے علاوہ ایک اور امر سب سے زیادہ قابل توجہ ہے وہ یہ کہ وہ مسلمان طلباء جو انگلستان میں تعلیم حاصل کرتے ہیں اور وہاں سے عمومًا تراشیدہ لامذہب ہو کر آتے ہیں ان کی درستی پر زیادہ توجہ کیجائے کیونکہ وہ درست ہو جانیکے بعد انگلستان میں اشاعت کیلئے بھی مفید ثابت ہوں گے۔ اور جب ہندوستان میں آئیں گے تو یہاں بھی سوسائٹی کیلئے بحیثیت مذاہب ناصح ٹھیریں گے۔ اور ان کی درستی سے ہندوستان کے اعلیٰ تعلیم یافتہ مسلمان طبقہ کا الحاد بہت کچھ فرو ہو جائیگا یہ کام خواجہ صاحب کیلئے آسان بھی ہے اور مفید بھی ہے لہذا ہم کو امید کرنا چاہیئے کہ خواجہ صاحب اس کو نہ بھولیں گے۔ بعض کام کہنے میں حقیر معلوم ہوتے ہیں۔ مگر نتیجہ میں نہایت عظیم الشان ہوتے ہیں ؎

بر رسولاں بلاغ باشد و بس“

ایک ہندو لڑکی کا مقدمہ لاہور میں

بتاریخ ۳ مارچ ۱۹۱۳ء سماۃ دیرو المعروف برکت بی بی کا مقدمہ ڈسٹرکٹ جج لاہور کی عدالت میں آخر کار پیش ہوا۔ ناظرین کی یاددہانی کے لئے یہ لکھنا ضروری ہے۔ کہ سماۃ دیرو وہ ہندو لڑکی ہے کہ جس کی نسبت آگے بھی اخبارات میں اشاعت ہو چکی ہے۔ یہ لڑکی در اصل ضلع امرتسر کی رہنے والی ہے اپنے خاوند کی وفات کے بعد جب اپنے والدین کے گھر بیوہ ہو کر گئی۔ تو والدین نے اس کو بیرحمی سے گھر سے نکالدیا۔ اور سسرال نے بھی اسکی پرواہ نہ کی اس پر وہ شہر امرتسر میں ایک مولوی صاحب کے ہاتھ سے مسلمان ہوگئی اور اُس نے اپنی خوشی سے ایک شخص مسمی احمد علی ساکن بھاٹی لاہور کیساتھ نکاح کر لیا۔ اور لاہور آگئی۔ اس پر لڑکی کے بھائی نرسنگداس نے ڈسٹرکٹ جج لاہور کی عدالت میں دعوی گارڈینی کا اس بنا پر دایر کر دیا۔ کہ چونکہ وہ لڑکی کا بھائی ہے اور لڑکی نابالغ ہے۔ اس لئے لڑکی اس کے سپرد ہونی چاہیئے۔ بعد گزرنے شہادت سول سرجن لاہور کے جن کی گواہی مدعی کے حق میں اسطرح کی تھی کہ لڑکی کی عمر ۱۶ سال سے کم ہے بتاریخ ۳ مارچ ۱۹۱۳ء کو ہردو جانب سے بحث ہوئی۔ مدعی نرسنگداس کی طرف سے مسٹر ہربرٹ اور لالہ بلونت رائے پلیڈران لاہور اور منجانب احمد علی مدعاعلیہ مسٹر بدر الدین قریشی بیرسٹر ایٹ لا لاہور پیش ہوئے۔ مدعی کے وکیل نے پہلے بحث کی۔ اور پھر مسٹر بدر الدین قریشی نے بیان کیا کہ اول زیر دفعہ ۱۷۔ ایکٹ گارڈین یہ دیکھنا لازمی ہے کہ لڑکی کس کے پاس رہنا چاہتی ہے اور چونکہ لڑکی اپنے خاوند کیساتھ جانا چاہتی ہے اور نیز وہ ایک سمجھدار لڑکی ہے اس لئے اس کی رائے کو ترجیح دینی قانونًا لازمی ہوگی۔ دوئم یہ کہ زیر دفعہ ۱۹۔ ایکٹ گارڈینی جب کہ ایک لڑکی نابالغہ شادی شدہ ہو تو مطابق اس دفعہ کے کوئی اور شخص سوائے خاوند کے گارڈین نہیں بنایا جا سکتا۔ سوئم یہ کہ زیر دفعہ ۷۔ ایکٹ گارڈین سب سے ضروری پائنٹ اس مقدمہ میں جیساکہ ہر مقدمہ گارڈینی میں ہوتا ہے یہ ہے کہ کسی گارڈین کے تقرر کرنے میں نابالغہ کا فائدہ ہے۔ چونکہ لڑکی مسلمان ہوگئی ہے۔ اور اس کا بھائی جو ولی بننا چاہتا ہے ہندو ہے۔ اس لئے مطابق عام اصول مذاہب کے اس نابالغہ کا گارڈین بھائی کو مقرر کرنا بالکل نابالغہ کے فایدہ کے مخالف ہے کیونکہ مسلمان لڑکی کسی ایسے گارڈین کے تابع نہیں ہو سکتی جو مخالف مذہب کا پیرو ہو۔ ان تین وجوہات کے مطابق در اصل جو شخص سب سے زیادہ مناسب گارڈین ہونے کا ہے وہ مدعاعلیہ ہے۔ اس کے علاوہ مسٹر بدر الدین قریشی صاحب نے یہ بھی بتایا کہ زیر دفعہ ۱۔ ایکٹ گارڈین اور ۲۵ پنجاب ریکارڈ صفحہ ۲۷۵ کے رو سے ڈسٹرکٹ جج لاہور کو اختیار سماعت دعوی کا نہیں۔ کیونکہ در اصل اس عدالت میں دعوی کرنا چاہیئے جہاں کہ لڑکی کے والدین کی بود و باش ہو۔ بعد سننے بحث ہر دو فریقین حکم ہوا کہ نرسنگداس لڑکی کے بھائی کا دعوی خارج۔ اور لڑکی حوالہ مدعاعلیہ کیجاوے ۔

مسٹر بدر الدین قریشی نے جس قابلیت کیساتھ اس مقدمہ کی پیروی کی ہے۔ ہر چند وہ ان کا فرض تھا۔ لیکن چونکہ اس مقدمہ نے ایک قومی اور مذہبی مقدمہ کی صورت اختیار کر لی تھی اس لئے یہ کہنا بالکل درست ہے کہ مسٹر بدر الدین صاحب نے نہ صرف اپنا فرض ادا کیا بلکہ انہوں نے اہل اسلام اور اسلام کی ایک خدمت سر انجام دی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے ۔

ٹرکی چندہ کا حشر خلیفۃ المسیح کی بات پوری ہوئی

ٹرکی اور بلقان کی جنگ شروع ہونے پر مجروحین عساکر عثمانیہ کے لئے مختلف لوگوں نے امدادی چندے شروع کئے اور ہزاروں سے گذر کر لاکھوں کی تعداد تک جمع کئے۔ ایڈیٹر الحکم نے تعاون علی البر کے اصول پر ایسے چندوں کی حمایت کی۔ مگر ایسے چندوں کے تاریک پہلو پر بھی کسی قدر رائے زنی کی۔ جسکا غلط مفہوم لیکر جلد باز اور شتاب کار مخالفوں نے شور مچا دیا میں نے جو کچھ لکھا تھا۔ وہ قرآن کریم کے منشا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے جانشین خلیفۃ المسیح کے مذہب اور منشاء کے ماتحت لکھا تھا۔ چنانچہ ترکی چندے پر حضرت خلیفۃ المسیح سے اس امر میں جن لوگوں نے استصواب کیا ان کو حضرت نے منجملہ اور باتوں کے یہ بھی لکھا کہ یہ دیکھ لینا چاہیئے کہ یہ روپیہ جس مقصد

کیلئے لیا جاتا ہے اُسی میں خرچ ہو اور صحیح مقام پر پہونچ جاوے یہ خلاصہ اور مفہوم ہے ان جوابات کا۔ ایک خط کے جواب میں تو آپ نے یہاں تک بھی لکھا کہ **میں ڈرتا ہوں کہ غریبوں کا روپیہ ضایع نہ ہو جاوے۔"**

مومن کی فراست سے اسی لئے ڈرنیکا حکم ہے کہ وہ نور اللہ سے دیکھتا ہے۔ آج ان لوگوں کی زبان سے جو ٹرکی چندہ کیلئے دھواں دھار آرٹیکل لکھتے رہے ہیں وہی باتیں سنتے ہیں جو اس سے پہلے حضرت امیر المومنین نے اپنے خطوط اور وعظ میں فرمائیں۔ چنانچہ ایک تقریر میں فرمایا جو ۱۷ دسمبر ۱۹۱۲ء کے الحکم میں شایع ہوئی تھی:-

"نیک کام میں چندہ دینے کو میں اچھا سمجھتا ہوں۔ ادنیٰ سے اعلیٰ نیکی میں بھی میں آپ چندہ دینا چاہتا ہوں۔ لیکن بعض معاملات مجھے معلوم نہیں ہوتے اس لئے ان میں معذور ہوں۔ تمہارا خیال ہوگا کہ میں حبیب بیٹھا ہوں ہرگز نہیں دیکھو میں نے بہت کوشش کی تاکہ مجھے یہ معلوم ہو سکے کہ غریب مسلمانوں کا روپیہ ضایع نہ ہو۔ اور ٹرکی مجروحین کو پہونچ جانیکا ثبوت مل جائے۔ اس لئے میں نے رنگون - مدراس - کلکتہ - برہما - کولمبو - بمبئی کے ترکی قنصل کو ضروری خطوط لکھے۔ ان میں سے کسی نے جواب نہ دیا۔ البتہ کولمبو والے نے اتنا جواب دیا کہ عبد الحمید ظالم تھا۔ اب جو بادشاہ ہیں بڑے نیک ہیں۔ میرا بڑا جی چاہا کہ ایک ہی ادنیٰ گواہ ہو جائے مگر مجھے تو میسر نہ ہوا۔ البتہ اب تم اس سے زیادہ تحقیقات کر کے اطمینان حاصل کر سکتے ہو۔ تو اس چندہ میں حصہ لو۔"

غرض حضرت خلیفۃ المسیح اپنی فراست خداداد سے اور اس پیشگوئی کے الفاظ سے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارکان ٹرکی کے متعلق کی تھی۔ یہ خوف ظاہر کرتے رہے کہ ایسا نہ ہو یہ روپیہ ضایع ہو جاوے۔ لاہور کے ایک معزز اخبار "ملت" نے بعض چندہ جمع کرنیوالوں کے متعلق کچھ انکشاف کیا۔ لیکن آخر وہ بھی خاموش ہو گیا۔ مگر اب ٹرکی کے متعلق ایک نہایت ہی سرگرم اور صاف الفاظ میں ایکسٹریمسٹ اخبار **الہلال** نے اس چندہ کے متعلق **خطرہ عظیم** کے عنوان سے پہلا آرٹیکل شایع کیا ہے جس کو پڑھ کر **اسلامی دنیا** کی آنکھیں کھل جائیں گی اور وہ لوگ جو الحکم کی اس آواز پر جو سراسر حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریروں اور تحریروں سے پیدا ہوئی تھی۔ جیں بہ جبیں ہو کر سلسلہ کا دلعین کرنے کو اوٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ کہ گویا نعوذ باللہ ایڈیٹر الحکم نے ٹرکی چندہ کے متعلق ایک رائے کے اظہار سے اس کی ہستی کو مٹا دیا ہے) آنکھیں کھول کر پڑھیں گے۔ کہ **الہلال** کلکتہ کا ایڈیٹر جو ٹرکی چندہ کے لئے نہایت پرجوش اور گرما گرم تقریروں اور تحریروں کا عادی ہے کیا کہتا ہے۔ میں بڑے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ ان کے پاس اس کا کچھ جواب نہیں۔ ایڈیٹر **الہلال** کا قومی اور اخلاقی فرض ہے کہ وہ اس چندہ کی حقیقت سے پورا پردہ اوٹھا کر دکھائے ورنہ اس کے حق میں پھر دگر پردہ دار کی مثل صادق آئیگی۔ میں اب بلا کم و کاست الہلال کی رائے کو درج کرتا ہوں اور جن فقرات کو خط کشیدہ اور جلی کر دیا ہے وہ خصوصاً توجہ کے قابل ہیں۔

چندہ ہلال احمر

ایک خطرہ عظیم

(نمبر ۱)

آغاز اشاعت الہلال سے لوگوں کے بکثرت خطوط ہمارے پاس آتے رہے ہیں۔ جن میں ہم سے پوچھا گیا ہے کہ اعانہ ہلال احمر کے چندہ کو کہاں بھیجا جاوے؟ اور فلاں فلاں ذرایع معتمد ہیں یا نہیں؟

بارہا اصرار کیا گیا کہ اسکا جواب الہلال ہی میں دیں تاکہ عام طور پر لوگوں کو معلوم ہو سکے اور جو حضرات اپنے لطف و نوازش سے اس بارہ میں الہلال کے مشورے کو وقیع سمجھتے ہیں ان کے لئے موجب بصیرت ہو۔

لیکن ہم نے آج تک الہلال میں نہ تو اس بحث کو چھیڑا اور نہ کبھی ذرایع ترسیل زر کی نسبت کوئی خاص رائے دی۔ جب کبھی لوگوں کے خطوط آئے تو ان کو جوابات دیدیئے گئے اور حتی المقدور اس پر اصرار کیا کہ ۲۵ پونڈ تک بھی رقم جمع ہو گئی ہو تو براہ راست ٹرکی بھیجدیں۔

خود بھی ہم نے کبھی چندہ جمع کرنے کی کوشش نہیں کی اور ہمیشہ صرف ترغیب و تشویق ہی کو اپنے لئے کافی سمجھا۔ خود کلکتہ میں بھی جسقدر روپیہ جمع ہوا مقامی انجمن ہلال احمر کے سپرد کر دیا۔ اسی اثناء میں بعض اخوان طریقت اور احباب مخلصین سے خاص طور پر اس کی تحریک کی نوبت آئی۔ اور ایک صحبت میں کچھ روپیہ جمع ہو گیا ان بزرگوں کی اصرار کے ساتھ یہی رائے ہوئی کہ یہ عاجز بھی اپنے ذریعہ سے روانہ کرے۔

مجبوراً اس رقم سے الہلال کی "فہرست زر اعانہ" کھولدی گئی اور باہر سے جو روپیہ اکثر خود بخود آجاتا تھا۔ اور یا واپس کر دیا جاتا تھا یا انجمن کے سپرد کر دیا جاتا تھا۔ وہ بھی اسی میں شامل ہونے لگا

ہم نے ارسال زر کے ان ذرایع کی نسبت جو ہندوستان میں موجود ہیں۔ کیوں بحث نہیں کی؟ صرف اس لئے کہ اس طرح کے امور میں ہم ہمیشہ سخت سے سخت احتیاط کو بھی ضروری سمجھتے ہیں۔ عام لوگوں کے جوش اور میلان کا کچھ عجیب حال ہوتا ہے۔ وہ معاملات **کو ان کی اصلی اور محدود حالت میں دیکھنے عادی نہیں اکثر ایسا ہوتا ہے۔ کہ اشخاص کی غلطیوں کے افشاء کیساتھ سے اس کام ہی کی نسبت بدظنی پیدا ہو جاتی ہے۔** جس میں وہ اشخاص بھی اور صدہا اشخاص کیساتھ شریک تھے یہ ایک نہایت ضروری نکتہ ہے جسکی طرف کام کرنیوالوں کو اغماض نہیں کرنا چاہیئے۔

پس اس بنا پر ہم نے اس تمام عرصے میں باوجود طرح طرح کے مخالف افکار کے جو چندے کی وصولی اور ارسال و طرق ارسال کی نسبت ہمیشہ پیش نظر رہے خاموشی ہی کو اولیٰ و مناسب سمجھا۔ لیکن اب دیکھتے ہیں کہ خاموشی **مصلحت** سے گذر کر معصیت تک پہنچ گئی ہے۔ کیونکہ اس بارے میں ہماری معلومات ظن و قیاس نہیں بلکہ اب یقینیات تک پہونچ گئی ہے۔ پس مجبور ہو گئے ہیں کہ مسلمانوں کو ان کی سب سے بڑی اسلامی خدمت اور مالی سرگرمی کیلئے علانیہ مشورہ دیں۔

اس امر کے اظہار کیلئے کسی توضیح و تشریح کی ضرورت نہیں کہ جو روپیہ آج ٹرکی کی اعانت کیلئے باسم و حقیقت اعانت اسلام جمع ہو رہا ہے وہ کس درجہ قیمتی ہے؟ بیوہ عورتوں نے اس کے لئے فاقے گوارہ کئے ہیں اور غریب ماؤں نے اپنے بچوں کے ہاتھوں سے پیسے چھین کر اس میں شامل کئے ہیں یہ روپیہ نہیں ہے بلکہ دل و جگر کی قاشیں ہیں۔ جو اسلام پرستی اور عشق الٰہی سے بھرے ہوئے سینوں نے پیش کی ہیں۔ اور سچی اور حقیقی قربانیاں ہیں۔ جو اس صدی میں پہلی مرتبہ فرزندان اسلام کر رہے ہیں۔

پھر اگر اس میں سے ایک پیسہ پیسے کے اگر دس حصے ہو سکتے ہیں تو دسواں حصہ بھی ضایع جائے اور اس مقصد میں صرف نہ ہو جسکی امید اور آرزو میں وہ دیا گیا ہے تو ہمارے دلوں میں ناسور پڑ جانے چاہئیں اور ہم کو اپنے منہ سے خون تھوکنا چاہیئے۔ انصاف کیجئے کہ جب ایک چکی پیسنے والی بڑھیا عورت اپنے دن بھر کی کمائی آپکے حوالے کرتی ہے تو اس کو پورا یقین ہوتا ہے کہ یہ چند پیسے اسلام اور فدائیان اسلام کی خدمت و راحت میں صرف ہوں گے۔ اور پھر چند دنوں کے بعد یہ یقین کر کے ایک ناقابل اندازہ روحانی خوشی حاصل کرتی ہے کہ اسکی دی ہوئی رقم اس مقصد میں صرف ہو گئی۔ نہیں سمجھ سکتا کہ اس ذمہ داری کو کن لفظوں میں بیان کروں جو اس بڑھیا کے اس مقدس یقین سے چندہ کی ترغیب دینے والوں۔ چندہ لینے والوں۔ چندے کی انجمنوں تمام اخبارات بلکہ تمام پرستاران خدائے اسلام کے ذمے عاید ہو جاتی ہے۔ مگر ایسا کہنا بیفایدہ ہے۔ کیونکہ میری بصیرت اور میرا علم مجھ سے کہتا ہے کہ غریب بڑھیا کا ایمان اور اسکی نیت جتنی صحیح ہے افسوس کہ اسکا یقین اتنا صحیح نہیں!

احباب یقین فرمائیں کہ اس بارے میں میرے احساسات جس درجہ درد انگیز ہیں ان کو بیان کرنے کی قلم اور الفاظ میں قدرت نہیں اور علی الخصوص اس وقت کہ دل کی طرح میرا جسم بھی سخت بیمار ہے۔

اول تو اصولاً دیکھیئے کہ حالت کیا ہے؟ چندے کا کوئی باقاعدہ انتظام

ٹرکی چندہ کا حشر خلیفۃ المسیح کی بات پوری ہوئی

ٹرکی اور بلقان کی جنگ شروع ہونے پر مجروحین عساکر عثمانیہ کے لئے مختلف لوگوں نے امدادی چندے شروع کئے اور ہزاروں سے گذر کر لاکھوں کی تعداد تک جمع کئے۔ ایڈیٹر الحکم نے تعاون علی البر کے اصول پر ایسے چندوں کی حمایت کی۔ مگر ایسے چندوں کے تاریک پہلو پر بھی کسی قدر رائے زنی کی۔ جسکا غلط مفہوم لیکر جلد باز اور شتاب کار مخالفوں نے شور مچا دیا ہیں سے جو کچھ لکھا تھا۔ وہ قرآن کریم کے منشا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے جانشین خلیفۃ المسیح کے مذہب اور منشاء کے ماتحت لکھا تھا۔ چنانچہ ترکی چندے پر حضرت خلیفۃ المسیح سے اس امر میں جن لوگوں نے استصواب کیا ان کو حضرت نے منجملہ اور باتوں کے یہ بھی لکھا کہ یہ دیکھ لینا چاہئیے کہ **یہ روپیہ جس مقصد کیلئے لیا جاتا ہے اُسی میں خرچ ہو اور صحیح مقام پر** پہونچ جاوے یہ خلاصہ اور مفہوم ہے ان جوابات کا۔ ایک خط کے جواب میں تو آپ نے یہاں تک بھی لکھا کہ **میں ڈرتا ہوں کہ غریبوں کا روپیہ ضایع نہ ہو جاوے**"۔

مومن کی فراست ہے اسی لئے ڈرنیکا حکم ہے کہ وہ نور اللہ سے دیکھتا ہے۔ آج ان لوگوں کی زبان سے جو ٹرکی چندہ کیلئے دہواں دہار آرٹیکل لکھتے رہے ہیں وہی باتیں سنتے ہیں جو اس سے پہلے حضرت امیر المؤمنین نے اپنے خطوط اور وعظوں میں فرمائیں۔ چنانچہ ایک تقریر میں فرمایا جو ۲۱ دسمبر ۱۹۱۲ء کے الحکم میں شایع ہوئی تھی:۔

ہر نیک کام میں چندہ دینے کو میں اچھا سمجھتا ہوں۔ ادنی سے ادنی نیکی میں بھی میں آپ چندہ دینا چاہتا ہوں۔ لیکن بعض معاملات مجھے معلوم نہیں ہوتے اس لئے ان میں معذور ہوں۔ تمہارا خیال ہوگا کہ میں حبیب بیٹھا ہوں ہرگز نہیں دیکھو میں نے بہت کوشش کی تا کہ مجھے یہ معلوم ہو سکے کہ غریب مسلمانوں کا روپیہ ضایع نہ ہو۔ اور ترک مجروحین کو پہونچ جانیکا ثبوت ملجائے۔ اس لئے میں نے کراچی۔ مدراس۔ کلکتہ۔ رنگون۔ کولمبو۔ بمبئی کے ترکی قنصل کو ضروری خطوط لکھے۔ ان میں سے کسی نے جواب نہ دیا۔ البتہ کولمبو والے نے اتنا جواب دیا کہ عبد الحمید ظالم تھا۔ اب جو بادشاہ ہیں بڑے نیک ہیں۔ میرا بڑا جی چاہا کہ ایک ہی اور گواہ ہو جائے مگر مجھے تو میسر نہ ہوا۔ البتہ اب تم اس سے زیادہ تحقیقات کرکے اطمینان حاصل کر سکتے ہو۔ تو اس چندہ میں حصہ لو"

غرض حضرت خلیفۃ المسیح اپنی فراست خداداد سے اور اس پیشگوئی کے الفاظ سے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارکان ٹرکی کے متعلق کی تھی۔ یہ خوف ظاہر کرتے رہے کہ ایسا نہ ہو یہ روپیہ ضایع ہو جاوے۔ لاہور کے ایک معزز اخبار "ملت"

نے بعض چندہ جمع کرنیوالوں کے متعلق کچھ انکشاف کیا۔ لیکن آخر وہ بھی خاموش ہو گیا۔ مگر اب ٹرکی کے متعلق ایک نہایت ہی سرگرم اور صاف الفاظ میں ایکسٹریمسٹ اخبار الہلال نے اس چندہ کے متعلق خطرہ عظیم کے عنوان سے پہلا آرٹیکل شایع کیا ہے جس کو پڑھ کر اسلامی دنیا کی آنکھیں کھل جائیں گی اور وہ لوگ جو الحکم کی اس آواز پر جو سراسر حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریروں اور تحریروں سے پیدا ہوئی تھی۔ جیں بہ جبیں ہو کر سلسلہ کا دشمن کرنے کو اوٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ کہ گویا نعوذ باللہ ایڈیٹر الحکم نے ٹرکی چندہ کے متعلق ایک رائے کے اظہار سے اس کی ہستی کو مٹا دیا ہے) آنکھیں کھول کر پڑھیں گے۔ کہ الہلال کلکتہ کا ایڈیٹر جو ٹرکی چندہ کے لئے نہایت پرجوش اور گرما گرم تقریروں اور تحریروں کا عادی ہے کیا کہتا ہے۔ میں بڑے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ ان کے پاس اس کا کچھ جواب نہیں۔ ایڈیٹر الہلال کا قومی اور اخلاقی فرض ہے کہ وہ اس چندہ کی حقیقت سے پردہ اوٹھا کر دکھاوے ورنہ اس کے حق میں پھر دگر پردہ دار کی مثل صادق آئیگی۔ میں اب بلا کم و کاست الہلال کی رائے کو درج کرتا ہوں اور جن فقرات کو خط کشیدہ اور جلی کر دیا ہے وہ خصوصًا توجہ کے قابل ہیں۔

چندہ ھلال احمر

ایک خطرہ عظیم

(نمبر ۱)

آغاز اشاعت الہلال سے لوگوں کے بکثرت خطوط ہمارے پاس آتے رہے ہیں۔ جن میں ہم سے پوچھا گیا ہے کہ اعانہ ہلال احمر کے چندہ کو کہاں بھیجا جاوے؟ اور فلاں فلاں ذرایع مستند ہیں یا نہیں؟

بارہا اصرار کیا گیا کہ اسکا جواب الہلال میں دیں تا کہ عام طور پر لوگوں کو معلوم ہو سکے اور جو حضرات اپنے لطف و نوازش سے اس بارہ میں الہلال کے مشورے کو صحیح سمجھتے ہیں ان کے لئے موجب بصیرت ہو۔

لیکن ہم نے آج تک الہلال میں نہ تو اس بحث کو چھیڑا اور نہ کبھی ذرایع ترسیل زر کی نسبت کوئی خاص رائے دی۔ جب کبھی لوگوں کے خطوط آئے تو ان کو جوابات دیدیئے گئے اور حتی المقدور اس پر اصرار کیا کہ ۲۵ پونڈ تک بھی رقم جمع ہو گئی ہو تو براہ راست ٹرکی بھیجدیں۔

خود بھی ہم نے کبھی چندہ جمع کرنے کی کوشش نہیں کی اور ہمیشہ صرف ترغیب و تشویق ہی کو اپنے لئے کافی سمجھا۔ خود کلکتہ میں بھی جس قدر روپیہ جمع ہوا مقامی انجمن ہلال احمر کے سپرد کر دیا۔ اسی اثنا میں بعض اخوان طریقت اور احباب مخلصین سے خاص طور پر اس کی تحریک کی نوبت آئی۔ اور ایک صحبت میں کچھ روپیہ جمع ہو گیا ان بزرگوں کی اصرار کے ساتھ یہی رائے ہوئی کہ بہ عاجز ہی کے ذریعہ سے روانہ کیے۔

مجبورًا اس رقم سے الہلال کی "فہرست زر اعانہ" کھولدی گئی اور باہر سے جو روپیہ اکثر خود بخود آ جاتا تھا۔ اور یا واپس کر دیا جاتا تھا۔ یا انجمن کے سپرد کر دیا جاتا تھا۔ وہ بھی اسی میں شامل ہونے لگا

ہم نے ارسال زر کے ان ذرایع کی نسبت جو ہندوستان میں موجود ہیں۔ کیوں بحث نہیں کی؟ صرف اس لئے کہ اس طرح کے امور میں ہم ہمیشہ سخت سے سخت احتیاط کو بھی ضروری سمجھتے ہیں۔ عام لوگوں کے جوش اور میلان کا کچھ عجیب حال ہوتا ہے۔ وہ معاملات **کو ان کی اصلی اور محدود حالت میں دیکھنے عادی نہیں اکثر ایسا ہوتا ہے۔ کہ اشخاص کی غلطیوں کے افشاء کیساتھ ہی سے اس کام ہی کی نسبت بد ظنی پیدا ہو جاتی ہے** جس میں وہ اشخاص بھی اور صدہا اشخاص کیساتھ شریک تھے یہ ایک نہایت ضروری نکتہ ہے جسکی طرف سے کام کرنیوالوں کو اغماض نہیں کرنا چاہیئے۔

پس اس بنا پر ہم نے اس تمام عرصے میں باوجود طرح طرح کے مخالف افکار کے جو چندے کی وصولی اور ارسال و طرق ارسال کی نسبت ہمیشہ پیش نظر رہے خاموشی ہی کو اولیٰ و مناسب سمجھا۔ لیکن اب دیکھتے ہیں کہ خاموشی مصلحت سے گذر کر معصیت تک پہنچ گئی ہے۔ کیونکہ اس بارے میں ہماری معلومات ظن و قیاس نہیں بلکہ اب یقینیات تک پہونچ گئی ہے۔ پس مجبور ہو گئے ہیں کہ مسلمانوں کو ان کی سب سے بڑی اسلامی خدمت اور مالی سرگرمی کیلئے علانیہ مشورہ دیں۔

اس امر کے اظہار کیلئے کسی توضیح و تشریح کی ضرورت نہیں کہ جو روپیہ آج ٹرکی کی اعانت کیلئے باسم و حقیقت اعانت اسلام جمع ہو رہا ہے وہ کس درجہ قیمتی ہے؟ بیوہ عورتوں نے اس کے لئے فاقے گوارا کئے ہیں اور غریب ماؤں نے اپنے بچوں کے ہاتھوں سے پیسے چھین کر اس میں شامل کئے ہیں یہ روپیہ نہیں ہے بلکہ دل و جگر کی قاشیں ہیں۔ جو اسلام پرستی اور عشق الٰہی سے بھرے ہوئے سینوں نے پیش کی ہیں۔ اور یہی اور حقیقی قربانیاں ہیں۔ جو اس صدی میں پہلی مرتبہ فرزندان اسلام کر رہے ہیں۔

پھر اگر اس میں سے ایک پیسہ پیسے کے اگر دس حصے ہو سکتے ہیں تو دسواں حصہ بھی ضایع جائے اور اس مقصد میں صرف نہو جسکی امید اور آرزو میں وہ دیا گیا ہے تو ہمارے دلوں میں ناسور پڑ جانے چاہئیں اور ہم کو اپنے منہ سے خون تھوکنا چاہیئے۔ انصاف کیجئے کہ جب ایک چکی پیسنے والی بڑھیا عورت اپنے دن بھر کی کمائی آپکے حوالے کرتی ہے تو اس کو پورا الیقین ہوتا ہے کہ یہ چند پیسے اسلام اور فدائیان اسلام کی خدمت و راحت میں صرف ہوں گے۔ اور پھر چند دنوں کے بعد یہ یقین کرکے ایک ناقابل اندازہ روحانی خوشی حاصل کرتی ہے کہ اسکی ادنیٰ رقم اس مقصد میں صرف ہو گئی۔ نہیں سمجھ سکتا کہ اس ذمہ واری کو کن لفظوں میں بیان کروں جو اس بڑھیا کے اس مقدس یقین سے چندہ کی ترغیب دینے والوں۔ چندہ لینے والوں۔ چندے کی انجمنوں تمام اخبارات بلکہ تمام پرستاران خدائے اسلام کے ذمے عاید ہو جاتی ہے۔ مگر ایسا کہنا بیفایدہ ہے۔ کیونکہ میری بصیرت اور میرا علم مجھ سے کہتا ہے کہ غریب بڑھیا کا ایمان اور اسکی نیت جتنی صحیح ہے افسوس کہ اسکا یقین اتنا صحیح نہیں!

احباب یقین فرمائیں کہ اس بارے میں میرے احساسات جس درجہ درد انگیز ہیں ان کو بیان کرنے کی قلم اور الفاظ میں قدرت نہیں اور علی الخصوص اس وقت کہ دل کی طرح میرا جسم بھی سخت بیمار ہے۔ اول تو اصولاً دیکھیئے کہ حالت کیا ہے؟ چندے کا کوئی باقاعدہ انتظام